7 پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کلی معاشیات سے آگے

7.1 تعارف

اس باب کا مقصد پاکستان میں سرمایہ کاری کے منظر نامے کی ایک جامع تشخیص اور واجب التعمیل پالیسی، قانونی اور ادارہ جاتی رکاوٹوں کی نشاندہی کرنا ہے جو ملک کی اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاریوں کے حصول کی صلاحیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چنانچہ کم بچتوں، کم گہرائی کی حامل مالی منڈیوں اور ایک بڑی بے ضابطہ معیشت کی موجودگی جیسے روایتی معاشی عوامل سے ہٹ کر جائزہ لیتے ہوئے اس باب میں پہلے ملکی اور بیرونی سرمایہ کاروں کو درپیش قانونی اور آپریشنل چیلنجوں کو اجاگر کیا گیا ہے، خاص طور پر تنازع کے تصفیے کے طریقوں، پالیسی کی تائید کی کوششوں اور سرمایہ کار کے امساک کی روایات جیسے امور۔ اس کے بعد ٹیکس جمع کرنے کی مشینری کی خامیوں کی تفصیلات، خصوصاً انتظامی سہولتوں کے فقدان اور بوجھل دستاویزی طریقے، بیان کی گئی ہیں جو طویل مدت سے آپریٹنگ کاروباری اداروں کے لیے ناسازگار ضوابطی ماحول کا باعث ہیں اور ممکنہ سرمایہ کاریوں کو محدود کرتی ہیں۔ پھر توجہ نجی شعبے پر مرکوز کی گئی ہے جس میں چھوٹی اور درمیانے حجم کی فرموں کی ترقی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور وہ مشکلات بیان کی گئی ہیں جن کا ایسی فرموں کو اپنے آپریشنز میں توسیع کرتے وقت سامنا کرنا پڑتا ہے۔ باب کے آخر میں جاری پالیسی اصلاحات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جن کا مقصد ملک میں سرمایہ کاری کے ماحول کو زیادہ معاون اور باسہولت بنانا ہے جبکہ اس میں ان عناصر پر زور دیا گیا ہے جو آگے چل کر پاکستان میں کم سرمایہ کاری کے مسئلے کو نظامیاتی انداز میں حل کرنے کے لیے کلیدی اہمیت کے حامل ہوں گے۔

اس تناظر میں باب میں بتایا گیا ہے کہ سرمایہ کاری کی ملکی پالیسیوں، قوانین اور دوطرفہ معاہدوں میں ہم آہنگی کے فقدان سے ریاست اور کاروباری اداروں کے درمیان پیدا ہونے والے معاہدے پر عملدرآمد کے ممکنہ تنازعات کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح کاروباری اداروں کے لیے قانونی بمقابلہ حقیقی سرمایہ کاری نظام میں خاصے فرق کا نتیجہ وقت اور وسائل کے لحاظ سے حساس آپریشنل چیلنجوں کی صورت میں نکلتا ہے۔ جہاں تک نجی شعبے کا تعلق ہے تو چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں میں انجماد کی صورت حال پاکستان میں سرمایہ کاریوں کی منتشر اور نامناسب نوعیت کا بڑا سبب ہے۔ اس ضمن میں چھوٹے کاروباری اداروں کے خراب انتظامی طریقوں کو ان کی جدت، تنوع اور نمو کی حکمت عملیوں میں اولین رکاوٹ کے طور پر اجاگر کیا گیا ہے۔ آخر میں انسانی سرمائے کی ترقی کی بری حالت، ناکارہ ادارہ جاتی اور آپریشنل انفراسٹرکچر اور سرمایہ کاری کے امساک (retention) کے طریقوں پر حکومت کا غیر اطمینان بخش طور پر توجہ دینا معاون نظام کو سہولت اور کشش کے لحاظ سے کمزور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ نتیجتاً، موجودہ اور ممکنہ دونوں سرمایہ کاروں کے لیے پاکستان میں اپنی کاروباری سرگرمیوں کو شروع کرنا، انجام دینا اور ان میں توسیع کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

7.2 پس منظر

بیشتر ابھرتی منڈیوں کی ترقی کی حکمت عملیوں میں تجارت اور سرمایہ کاری کی لبرل پالیسیوں کے نفاذ پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔[1] خصوصاً، برآمدی نوعیت کے شعبوں میں سرمایہ کاری کی مسلسل بلند شرح کو مشرقی ایشیا کے نام نہاد ترقی کے معجزے کا کلیدی جز سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح، سرمایہ کاری پر مبنی نمو کے ماڈل نے چین میں قابل رشک نتائج دکھائے ہیں کیونکہ اس نے ملک کو 20 برسوں کی مدت میں عالمی مینوفیکچرنگ اور برآمدی سرگرمیوں میں سرفہرست پوزیشن کے حصول میں مدد دی ہے۔ بھارت،

[1] اس کا سبب یہ ہے کہ سرمایہ کاری کو معاشی ترقی کے عمل کا ایک لازمی جز سمجھا جاتا ہے۔ مرتکز سرمایہ کاریوں سے رقوم کی پائیدار آمد سے ملک کی پیداواری گنجائش اور روزگار کے مواقع کی تخلیق میں اضافہ ہوتا ہے جس سے غربت کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ مزید برآں، اختراع کو فروغ دینے اور مستعد آپریشنل تکنیکوں اور ٹیکنالوجیوں کو اختیار کرنے سے کاروباری اداروں کے پیداواری طریقے سہل اور زیادہ مؤثر بن جاتے ہیں۔ آخر میں مادی اور ڈجیٹل انفراسٹرکچر میں سرکاری یا نجی سرمایہ کاریوں سے ایک سازگار اور باسہولت معاون نظام کی تخلیق میں مدد ملتی ہے جو سرمایہ کاری پاس رکھنے کی بلند سطح کے ساتھ ساتھ معیشت میں ممکنہ سرمایہ کاروں کی دلچسپی میں اضافے پر منتج ہوتا ہے۔

انڈونیشیا، ویت نام، ترکی، چلی اور پیرو جیسی دیگر ابھرتی ہوئی معیشتیں اسی راستے پر چلنے کی کوششوں میں تشکیل سرمایہ پر جارحانہ انداز میں توجہ مرکوز کر رہی ہیں اور وہ ملکی اور بیرونی دونوں ذرائع سے بھاری سرمایہ کاری کے حصول میں کامیاب رہی ہیں۔

تاہم مطلق لحاظ سے اور دیگر ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے مقابلے میں پاکستان میں سرمایہ کاری کی شرح مستقل نچلی سطح پر رہی ہے اور یہ بات پریشان کن ہے کہ گذشتہ دہائیوں کے دوران اس میں کمی ہوتی رہی ہے (**شکل 7.1**)۔ مؤثر طور پر ایشیا کے خطے میں پاکستان واحد ملک ہے جس کے نمو کے امکانات کم ہو رہے ہیں۔[2] عالمی بینک کے تخمینے کے مطابق سرمایہ کاری میں نمو کی حالیہ شرحوں کے تسلسل کی وجہ سے ملک کے لیے آئندہ تین دہائیوں میں درمیانی آمدنی کی حیثیت کا حصول بے حد مشکل ہو جائے گا—اس کی مطلوبہ شرح کم از کم 25 فیصد جبکہ اس کی موجودہ شرح تقریباً 15 فیصد ہے۔[3] یہ حقیقت کہ دیگر ممالک پاکستان کے مقابلے میں تیزی سے ترقی کر رہے ہیں، اس کام کو زیادہ مشکل بنا دیتی ہے، خاص طور پر جہاں تک بیرونی سرمایہ کاریوں کو متوجہ کرنے کا تعلق ہے۔

شکل 7.1 الف: پاکستان میں انتہائی کم سرمایہ کاری کی شرحیں (بطور جی ڈی پی کا فیصد)

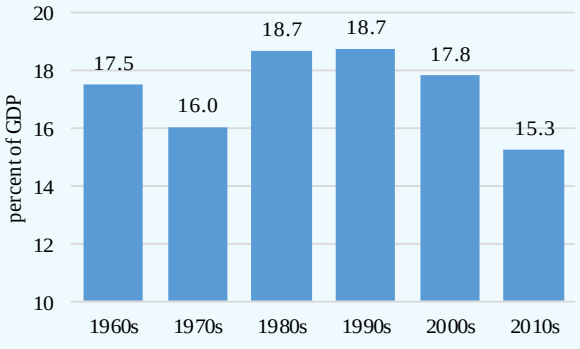

Data source: World Bank; Haver Analytics

شکل 7.1 ب: ابھرتی معیشتوں میں سرمایہ کاری تا جی ڈی پی تناسب (فیصد) (2010ء تا 2017ء کی اوسط)

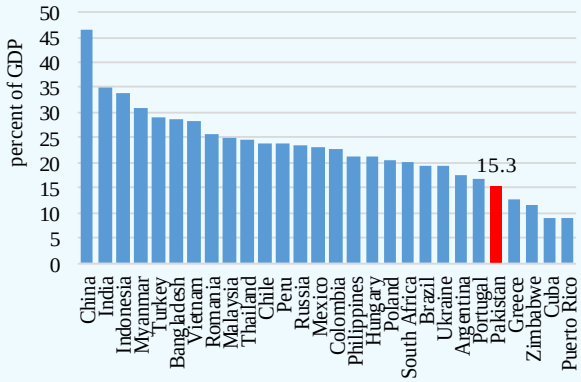

Data source: World Bank; Haver Analytics

ذرائع پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرمایہ کاری کی قلت بظاہر سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں موجود ہے۔ جہاں تک سرکاری سرمایہ کاریوں کا تعلق ہے تو محصولات جمع کرنے میں ساختی کمزوریاں معیشت میں انسانی سرمائے، ٹرانسپورٹ، توانائی اور ڈجیٹائزیشن میں درکار سرمایہ کاری کے راستے میں حائل ایک لازمی رکاوٹ کے طور پر ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ جہاں تک نجی شعبے کا تعلق ہے تو غیر مستحکم کلی معاشی ماحول اور انفراسٹرکچر کی رکاوٹوں کو مد نظر رکھتے ہوئے سرمایہ کاری کا ماحول زیادہ ساز گار نہیں رہا ہے جبکہ کم ملکی بچتیں سرمایہ کاری کی سرگرمی کو مزید محدود کر رہی ہیں۔ اس لیے ملک نے بلند نمو اور روزگار کی تخلیق کے لیے ہمیشہ بیرونی بچتوں پر انحصار کیا ہے۔

سرمایہ کاری مالکاری کی ایسی ساخت کا نتیجہ یہ ہے کہ معیشت کی نمو کے چکروں کو طویل مدت تک جاری رکھنے کی صلاحیت بتدریج کمزور ہو چکی ہے۔ خصوصاً، صرف پر مبنی تیزی کی وجہ سے ملکی طلب میں اشیا و خدمات کی رسد کے مقابلے میں زیادہ بلند رفتار سے اضافہ ہوا ہے جس سے بلند درآمدات کی ترغیب ملی۔ لہٰذا، یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ پاکستان میں بلند نمو کے تقریباً تمام ادوار میں بیرونی بچتوں کی آمد کی سطح بلند رہی ہے اور جب بھی ایسی رقوم کی آمد بند ہوتی ہے تو معاشی نمو سست ہو جاتی ہے۔ حتیٰ

[2] ماخذ: گیارہواں پنج سالہ منصوبہ، منصوبہ بندی کمیشن، حکومت پاکستان، 2013ء۔

[3] حوالہ: وحید محمد؛ گھمن، عدنان۔ 2019ء۔ پاکستان 100 پر: نمو اور سرمایہ کاری۔ عالمی بینک، واشنگٹن ڈی سی۔ عالمی بینک۔

کہ بیرونی رقوم کے اجزائے ترکیبی بھی ناساز گار رہے ہیں کیونکہ ملک کو بیرونی براہ راست سرمایہ کاریوں کو متوجہ کرنے میں مشکل کا سامنا ہے اور بیرونی رقوم کی آمد میں بڑا حصہ قرضوں اور گرانٹس پر مشتمل ہے (**شکل 7.2**)۔ پاکستان میں نمو کے چکروں کی تیزی اور مندی پر مبنی نوعیت پر کافی بحث کی جاچکی ہے تاہم کم ملکی بچتوں اور مالی اخراج کا ایک کم معلوم اثر، جن کے بارے میں زیادہ معلوم نہیں ہے، ملک میں بے ضابطہ سرمایہ کاری سرگرمیوں کی مسلسل بلند شرح ہے۔[4]

شکل 7.2 : پاکستان میں رقوم کی آمد کا تاریخی رجحان

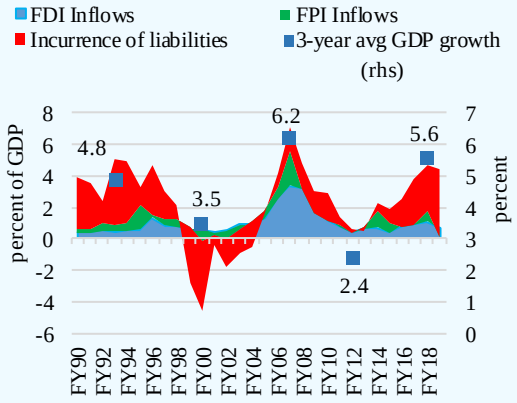

Dara source: State Bank of Pakistan; Haver Analytics

مذکورہ بالا بحث سے ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے: تجارت اور سرمایہ کاری کے لبرل نظام اور بڑے حجم والی مارکیٹ ہونے کے باوجود پاکستان میں کم سرمایہ کاری (ملکی اور بیرونی دونوں) سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ مزید برآں یہ دریافت کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ آخر کیوں – ویت نام، ترکی، ملائشیا اور بھارت جیسے ممالک کے برعکس جہاں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا ایک بڑا حصہ کارگزاری کے لیے حاصل کیا گیا – پاکستان میں آنے والی بیشتر بیرونی براہ راست سرمایہ کاری مارکیٹ کے حصول پر مبنی رہی ہے۔ جیسا کہ **شکل 7.3** میں دیکھا جاسکتا ہے کہ کارکردگی کے حصول کی سرمایہ کاری میں پاکستان سب سے نچلی سطح پر ہے (ایک فیصد سے کم) اور جن ممالک سے تقابل کیا گیا ہے ان میں مارکیٹ کے حصول کی سرمایہ کاری کی سطح سب سے بلند (94 فیصد) ہے۔ اس سے ان تحقیقات کو تقویت ملتی ہے کہ اگرچہ موجودہ فرموں نے بڑھتی ہوئی آبادی اور معیشت میں آمدنی کی سطحوں میں اضافے پر ردعمل اپنی پیداواری گنجائش میں توسیع پر سرمایہ کاری کے ذریعے دیا ہے لیکن اختراع، پروڈکٹ کو متنوع بنانے اور کفایت حجم پر محدود توجہ دی گئی ہے۔

شکل 7.3 : بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بلحاظ ترغیب کی اقسام 16-2015ء۔ علاقائی تقابل

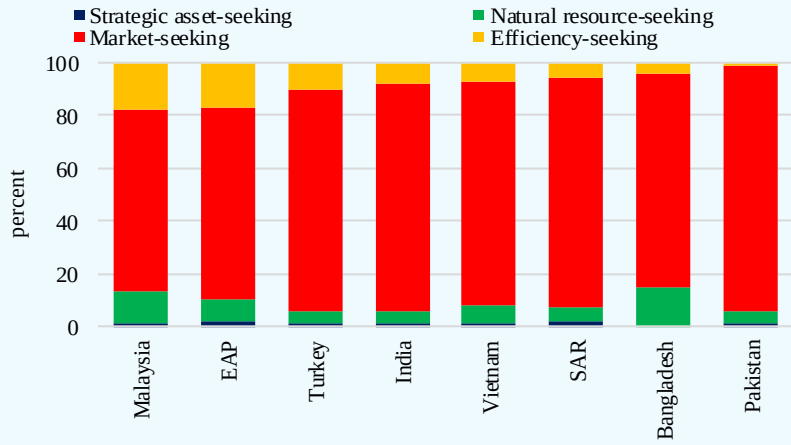

Strategic asset-seeking: Acquiring assets of foreign companies to enhance competitiveness

Natural resource-seeking: Accessing and exploiting natural resources in host country

Market-seeking: Motivated by investor interest in serving domestic or regional markets

Efficiency-seeking: Taking advantage of different factor endowments, culture and work ethics, institutional arrangements, economic policies and market structures

*replicated from the World Bank Technical Note on Pakistan Investment Climate, 2018; the figures are estimates
Data source: World Bank; UNComtrade; International TradeAssociaton; fDI Markets

بڑے کاروباری ادارے مالی لیوراجیہ کے بجائے اپنی آمدنی کو نقد شکل میں رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں اور اسے پیداوار بڑھانے کی ضروریات کے لیے استعمال میں لاتے ہیں جبکہ چھوٹی فرموں کی نمو پر سرمائے میں کمی کے علاوہ ضوابطی ماحول، کاروباری ساخت اور انتظامی طریقوں میں پائی جانے والی خامیوں نے منفی اثرات مرتب کیے۔ اسی طرح،

[4] بے ضابطہ شعبے میں تیزی کی نمائندگی بے ضابطہ شعبے کی جانب سے روزگار کی فراہمی میں بڑے حصے (71.4 فیصد)، جی ڈی پی کے 10 فیصد تک ٹیکس کے فرق، نقد رقوم کی بلند سرایت سے ہوتی ہے۔ ماخذ: پاکستان لیبر فورس سروے 18-2017ء۔

اگر اہل سرمایہ کاری وسائل دستیاب تھے تب بھی انہیں معمولی ضوابطی نگرانی اور خاصے منافع کی وجہ سے معیشت کے رئیل اسٹیٹ جیسے کم پیداواری شعبوں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ درج ذیل سیکشنوں میں اس کی مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔[5]

7.3 قانونی چیلنجز

ملک کی سرمایہ کاری پالیسی اور سرمایہ کاری قوانین کے درمیان فرق

پاکستان میں سرمایہ کاری کا موجودہ پالیسی فریم ورک 2013ء ممکنہ سرمایہ کاروں کو فراہم کی جانے والے سہولتوں کے لحاظ سے "لبرل اور کافی کشادہ' ہے۔[6] غیر امتیازی ضوابط، معیشت کے تمام اجزا میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں کھلا پن (ان شعبوں کے سوا جو قومی سلامتی خدشات کے باعث محدود ہیں)، بیشتر شعبوں میں 100 فیصد ملکیت کا امکان، کرنسی کے تبادلے پر پابندیوں کی عدم موجودگی اور منافع کی منتقلی بیرونی سرمایہ کاروں کو پاکستان کی مضبوط اور توسیع پذیر مارکیٹ سے استفادے کی ترغیب دیتی ہے۔ مزید برآں، ملک میں بین الاقوامی سرمایہ کاری کا وسیع نیٹ ورک اور آزاد تجارتی سمجھوتوں کی دستاویزی شکل میں موجودگی تنازعات کے مؤثر اور مستعد حل، برتاؤ کے کم از کم معیارات پر عملدرآمد اور ممکنہ سرمایہ کاریوں کی سرکاری ضبطی سے مناسب تحفظ فراہم کرتی ہے۔

سرمایہ کاری پالیسی کے علاوہ دو اہم دستاویزات سے پاکستان میں سرمایہ کاری کے نظام کی وضاحت ہوتی ہے: بیرونی نجی سرمایہ کاری ایکٹ 1976ء اور اقتصادی اصلاحات کے تحفظ کا ایکٹ 1992ء۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سرمایہ کاری پالیسی کی دستاویز کافی پر کشش ہے جبکہ مذکورہ دونوں قوانین ملک میں سرمایہ کاری سے متعلق امور کے لیے قانونی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ہم آہنگ تین فعال دستاویز کی موجودگی سرمایہ کاری سرگرمیوں کی قابلِ اجازت وسعت اور معیشت میں ترغیبات کی مجموعی ساخت کے بارے میں سرمایہ کاروں کی پریشانی کو بڑھا دیتی ہے۔ مزید برآں، قوانین اور پالیسی کے درمیان متعدد معاملات میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسے سرمایہ کاری کے لیے کھلے ہوئے شعبوں اور کم از کم ملکی خام مال سے متعلق قواعد، بیرونی سرمایہ کاریوں میں قومی اور مساویانہ برتاؤ کے امور کا انتظام کرنے کے طریقے، ضبطی اور تنازعات کے حل کے طریقہ کار (**جدول 7.1**)۔ یہ صورت حال تشکیل سرمایہ کی کسی بھی سرگرمی میں ہمت آزمانے کے حوالے سے موجودہ اور ممکنہ سرمایہ کاروں کے شکوک بڑھانے کا باعث بنتی ہے۔

معاہدے پر عملدرآمد اور بے دخلی کے لحاظ سے تنازع کے حل کے طریقوں کا فقدان ہے

پاکستان میں سرمایہ کاروں کو بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں قسم کی بے دخلی سے تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنا مکمل منافع بیرون ملک منتقل کرنے کی اجازت ہے۔ اس لبرل ماحول کی فراہمی میں اہم حصہ سرمایہ کاری کے ان 48 دوطرفہ سمجھوتوں کا ہے جو پاکستان نے دیگر ممالک سے کر رکھے ہیں۔[7] تاہم سرمایہ کار اکثر و بیشتر سرمایہ کاری کے ان دوطرفہ سمجھوتوں کے مطابق سہولتیں نہ ملنے کی شکایت کرتے نظر آتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پاکستان نے حال ہی میں سرمایہ کاری کے جن دوطرفہ سمجھوتوں پر دستخط کیے ہیں، ان میں ایسی شقیں شامل ہیں جن پر ملک کے سرمایہ کاری قوانین اور پالیسیاں یا تو کم معاون یا پھر بالکل خاموش ہیں۔ اس کے نتیجے میں مطلق اور اضافی دونوں لحاظ سے معاہدے سے بے دخلی کے واضح خطرے، کرنسی کے ناقابلِ مبادلہ ہونے اور اس کی منتقلی پر پابندیوں کے لحاظ سے پاکستان نے کافی خراب کارکردگی دکھائی ہے اور اس کی عکاسی ایک یورپی قرضہ جاتی بیمہ گروپ کریڈینڈو (Credendo) کی اخذ اور مرتب کردہ خطرے کی درجہ بندی سے بھی ہوتی

---

[5] واضح رہے کہ پاکستان میں بامقصد تشکیل سرمایہ کو محدود کرنے والے عوامل کا ملکی اور بیرونی دونوں قسم کے سرمایہ کاروں کو سامنا ہے۔ تاہم ملکی سرمایہ کاریوں کے متعلق محدود معلومات کی دستیابی کے باعث اس باب میں بیرونی سرمایہ کاریوں کے حوالے سے زیادہ انحصار سرویز پر کیا گیا ہے جیسے او آئی سی سی آئی کا ساکھ اور سرمایہ کاری سروے، عالمی بینک کے کاروبار کرنے کے اظہاریے اور عالمی اقتصادی فورم کی عالمی مسابقتی رپورٹ۔

[6] حوالہ: عالمی بینک گروپ ٹیکنیکل نوٹ، "پاکستان میں سرمایہ کاری کا ماحول (خوشحالی فنڈ پروجیکٹ۔ 602167): پیشگی نفاذ کی وسعت اور تشخیص کے نتائج"۔ عالمی بینک، مئی 2018ء۔

[7] یو این سی ٹی اے ڈی کی فہرست میں 53 دوطرفہ سمجھوتے شامل ہیں جو پاکستان نے دیگر ممالک سے کر رکھے ہیں۔ ان میں سے چار کو منسوخ کر دیا گیا ہے جبکہ 16 پر عملدرآمد نہیں کیا جا رہا:
https://investmentpolicy.unctad.org/international-investment-agreements/countries/160/pakistan?type=bits

ہے (**جدول 7.2**)۔

جدول 7.1: پاکستان کے سرمایہ کاری قوانین اور سرمایہ کاری پالیسی کی اہم دفعات کا تقابل

	بیرونی نجی سرمایہ کاری ایکٹ 1976ء	اقتصادی اصلاحات کے تحفظ کا ایکٹ 1992ء	سرمایہ کاری پالیسی 2013ء
اطلاق کی وسعت	صرف وہ بیرونی سرمایہ کار جو پہلے سے ملک میں مستحکم ہیں (قیام کے بعد)	صرف وہ بیرونی سرمایہ کار جو پہلے سے ملک میں مستحکم ہیں (قیام کے بعد)	ملکی اور بیرونی دونوں سرمایہ کار جو قیام سے قبل اور قیام کے بعد کے مرحلے میں ہیں
سرمایہ کاری کرنے کی آزادی	ان خصوصی حالات کی فہرست جن میں حکومت سرمایہ کاری کی اجازت دے سکتی ہے	خاموش	تمام شعبے اور سرگرمیاں بیرونی سرمایہ کاریوں کے لیے کھلی ہیں علاوہ وہ جن کی خصوصی ممانعت ہے یا قومی سلامتی وجوہات اور عوامی تحفظ کی وجہ سے ان پر پابندی ہے۔ خصوصی پابندی والی صنعتوں میں شامل ہیں: اسلحہ و گولہ بارود، خطرناک دھماکہ خیز مواد، تابکاری مواد، تمسکات، کرنسی، سکہ سازی اور قابل استعمال الکحل
ضبطی	قانونی طریقہ کار کے تحت اور ماخذ ملک کی کرنسی پر مناسب تلافی	کسی بیکاری، کمرشل مینوفیکچرنگ یا دیگر کمپنی کی ملکیت، انتظامیہ اور کنٹرول کی وجوہات کے سبب ضبطی نہیں ہوگی	خاموش
شفاف اور مساویانہ برتاؤ اور قومی سلوک	خاموش	خاموش	تمام بیرونی سرمایہ کاروں سے قیام، توسیع، انتظام، آپریشن اور ان کی سرمایہ کاریوں پر بلاامتیاز شفاف اور مساویانہ سلوک روا رکھا جائے گا اور ایسے حالات میں ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا جائے گا وہ مقامی سرمایہ کاروں سے "کم سازگار" نہیں ہوگا۔
مقامی مواد کی شرائط	وفاقی حکومت بیرونی سرمایہ کاریوں میں پاکستانی اور بیرونی قومیت کے افراد کو روزگار دینے کے قواعد وضع کر سکتی ہے۔	خاموش	خاموش
تنازع کا حل	خاموش	خاموش	کسی سمجھوتے پر تنازع پیدا ہونے کی صورت میں عالمی ثالثی سے اسی صورت رجوع کیا جاسکتا ہے جب یہ معاہدے میں شامل ہو اور 6 ماہ کی مدت تک مقامی طور پر حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہو

ڈیٹا کا ماخذ: بورڈ آف انویسٹمنٹ پاکستان

موجودہ سرمایہ کار بھی پاکستان میں معیاری کمرشل تنازعات کے حل میں عدالتی کارروائیوں کے طویل دورانیے کی شکایت کرتے نظر آتے ہیں۔ اوورسیز انویسٹرز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی جانب سے 2017ء میں تصور اور سرمایہ کاری کے متعلق کیے گئے سروے کے مطابق نصف سے زائد سرمایہ کاروں نے بتایا کہ ملک میں کسی ایک تنازع کا حل نکالنے کا اوسط وقت 5 برس تھا جبکہ بیس فیصد جواب گذاروں نے کہا کہ ایسے مقدمات میں تین تا پانچ برس کا عرصہ صرف ہوا (**جدول 7.3**)۔

جدول 7.2: ملک کی درجہ بندی بلحاظ براہ راست سرمایہ کاری گہرا سبز [1] = بہترین، سرخ [7] = بدترین)

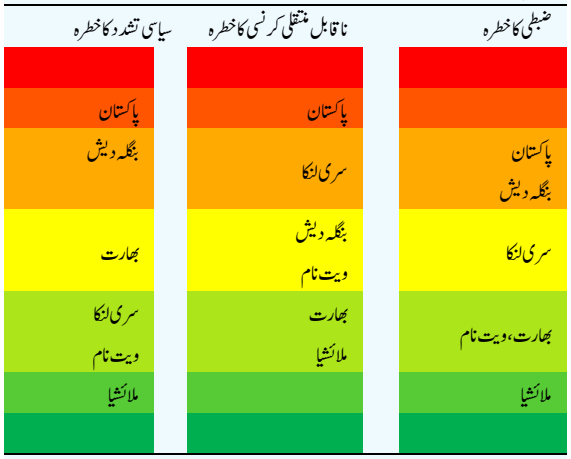

ڈیٹا کا ماخذ: کریڈینڈو (2019ء)، مختلف ممالک کا خاکہ

پاکستانی حکومت اور مستحکم بیرونی سرمایہ کاروں کے درمیان اعلیٰ سطح کے تنازعات حل کرنے کے چند مقدمات نے معاہدے پر عملدرآمد اور معاہدے سے بے دخلی سے تحفظ کے بارے میں خدشات کو کافی بڑھا دیا ہے۔ مثلاً، عالمی مصالحت کے لیے قائم لندن کورٹ میں پاکستان انڈی پینڈینٹ پاور پروڈیوسرز کی جانب سے حکومتی ملکیت میں چلنے والی قومی گرڈ کمپنی، نیشنل ٹرانسمیشن اینڈ ڈسپیچ کمپنی سے واجبات کی وصولی کے لیے گذشتہ برس دائر کردہ ایک ثالثی مقدمہ ہار گیا۔[8] اسی طرح فولاد کے شعبے میں سعودی

[8] آئی پی پیز بتا چکی ہیں کہ وہ قومی احتساب بیورو (نیب) کی جانب سے ان کی آپریشنل سرگرمیوں اور آمدنی کی حالیہ تفتیش کے دوران ایک بار پھر ثالثی کی درخواست دائر کر سکتی ہیں۔

عرب اور جنوبی کوریا کی ایک مشترکہ کمپنی نے بھی ثالثی کی عالمی عدالت میں پاکستان کے خلاف ایک کیس دائر کیا تھا۔ اس کیس میں اختلاف حکومت کی جانب سے فرم کے پلانٹ کو رعایتی نرخوں پر قدرتی گیس کی فراہمی سے انکار کے باعث پیدا ہوا تھا، جس کے نتیجے میں یہ کارخانہ 2014ء میں بند ہو گیا تھا۔ تنازعات کے حل کے عالمی مرکز (آئی سی ایس آئی ڈی) میں ترکی کی ایک رینٹل بجلی فرم اور آسٹریلیا کی کوئلے کی ایک انٹرپرائز کے پاکستان کے خلاف مقدمات کی سماعت ہو چکی ہے۔ دونوں فرموں نے متعلقہ دوطرفہ سرمایہ کاری سمجھوتوں کی خلاف ورزی کی شکایت کی ہے اور یہ کمپنیاں آئی سی ایس آئی ڈی سے رجوع کرنے سے پہلے تصفیے کے قومی طریقہ کار (سپریم کورٹ سے رجوع کرنا) کے تحت اپنی کوششیں کر چکی تھیں۔[9]

جدول 7.3: پاکستان میں عدالتوں کے ذریعے معاہدے پر عملدرآمد کا تنازع کے حل میں صرف ہونے والا اوسط وقت

	ایک تا 6 ماہ	ایک سال کے اندر	تین برسوں کے اندر	5 برسوں کے اندر	5 برسوں سے زائد
			کیسوں کا فیصد		
فائلنگ اور سروس	56	22	12	4	6
مقدمہ اور فیصلہ	1	16	26	26	31
فیصلے پر عملدرآمد	8	26	24	17	25
کل وقت	0	5	19	19	57

ڈیٹا کا ماخذ: او آئی سی سی آئی کا تصور اور سرمایہ کاری سروے 2017ء۔

ملک پر ایک بھاری مالی بوجھ ڈالنے کے ساتھ ساتھ ایسے مقدمات نے پاکستان میں نظم و نسق کی حالت کے متعلق ساکھ کے تصور کو کمزور کر دیا ہے۔ دراصل سرمایہ کاروں کی جانب سے بڑی تعداد میں تنازعات کے مقدمات جیتنے سے قومی ریاستوں[10] کو جزوی طور پر دھچکہ لگا ہے اور اب دنیا بھر میں حکومتوں نے اپنے سرمایہ کاری کے دوطرفہ سمجھوتوں کو جدید بنانے اور ان پر دوبارہ مذاکرات پر توجہ دینا شروع کر دی ہے۔ ان میں اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ یہ سمجھوتے نہ صرف شراکتی ممالک کی قومی سرمایہ کاری پالیسیوں سے ہم آہنگ ہوں بلکہ ان میں پائیدار اور ترقی پر مبنی اصلاحات کو شامل کیا جائے جن کے ذریعے سرمایہ کار کا تحفظ کرتے ہوئے ذمہ دارانہ سرمایہ کاریوں کی حوصلہ افزائی کی جائے نیز ان میں تصفیے کا جامع طریقہ کار دیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سرمایہ کاری کے متعلقہ قوانین اور پالیسیوں کو مفصل طور پر جتنا ممکن ہو سکے شفاف بنایا جائے (**جدول 7.4**)۔

جدول 7.4: جدید دوطرفہ سرمایہ کاری سمجھوتوں میں شفاف ضوابط اور پائیدار سرمایہ کاریوں پر توجہ

سمجھوتے کی دفعات	مثالیں	پہلے کیے گئے دوطرفہ سرمایہ کاری کے سمجھوتوں میں شمولیت (فیصد) (1959ء تا 2010ء)	دوطرفہ سرمایہ کاری کے جدید سمجھوتوں میں شمولیت (فیصد) (2017ء)
تمہید	صحت، تحفظ، کارکنوں کے حقوق، ماحول دوست، پائیدار ترقی	8	56
پسندیدہ ترین قوم کا برتاؤ	جس میں درج ہو کہ ایسے برتاؤ کا اطلاق کسی دیگر آئی آئی ایز کی آئی ایس ڈی ایس دفعات پر نہیں ہوتا	2	45
شفاف اور مساویانہ برتاؤ	واضح طور پر قانون کے تحت برتاؤ کا کم از کم معیار درج ہو	1	29
بالواسطہ بے ضبطی	یہ وضاحت کہ بالواسطہ ضبطی میں کیا چیز شامل ہوتی ہے اور کیا نہیں	5	42
رقوم کی مفت منتقلی	ادائیگیوں کے توازن کی مشکلات اور / یا قومی قوانین پر عملدرآمد کی مستثنیات شامل ہوں	18	74
سرکاری پالیسی کی مستثنیات	بشمول عمومی مستثنیات جیسے انسانی، حیوانی یا پلانٹ کی زندگی یا قدرتی وسائل کے استعمال کی حد	7	43

ڈیٹا کا ماخذ: یو این سی ٹی اے ڈی کی عالمی سرمایہ کاری رپورٹ 2017ء

[9] مؤخر الذکر کے معاملے میں ملک کو ہدایت دی گئی کہ وہ متاثرہ فرم کو 780 ملین ڈالر ادا کرے جبکہ سود سمیت واجبات کی مالیت 900 ملین ڈالر بنتی ہے۔ اعلان کے کچھ دیر بعد ہی پاکستان نے فیصلے کے خلاف پٹیشن دائر کر دی جس کے نتیجے میں ایوارڈ پر عملدرآمد روک دیا گیا۔ مؤخر الذکر کی ہدایت پر آئی سی ایس آئی ڈی نے 5.8 ارب ڈالر ہرجانے کا فیصلہ دیا جو پاکستانی حکومت نے فرم کی جانب سے کان کنی کے مقاصد سے لیزنگ کی درخواست کو رد کیے جانے کے باعث ادا کرنے ہیں۔

[10] 1987ء سے لے کر 2017ء تک سرمایہ کاری کرنے والے فریقوں اور ماخذ ممالک کے درمیان معاہداتی عملدرآمد پر تنازع کے تصفیے کے کیسوں میں مؤخر الذکر کے حق میں 61 فیصد فیصلے آئے ہیں: یو این سی ٹی اے ڈی اور آئی سی ایس آئی ڈی۔

7.4 آپریشنل چیلنجز

قانونی بمقابلہ حقیقی سرمایہ کاری پالیسی

اگرچہ پاکستان کی سرمایہ کاری پالیسی لبرل ہے اور اس میں متوجہ کرنے کی صلاحیت موجود ہے پھر بھی کئی ممکنہ اور موجودہ سرمایہ کاروں سے اکثر و بیشتر یہ سننے کو ملتا ہے کہ اصل ماحول میں وعدے پورے نہیں کیے جاتے۔ اس کی عکاسی کاروبار کرنے میں آسانی کے لحاظ سے ملک کی بے حد خراب درجہ بندی سے ہوتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ 2007ء کے بعد سے پاکستان کو بحیثیت مجموعی کاروبار کرنے میں آسانی کی درجہ بندی میں 62 پوائنٹس کی کمی کا سامنا کرنا پڑا ہے **(شکل 7.4)**۔ چونکہ اس درجہ بندی کی پیمائش دیگر ممالک کے تقابل سے کی جاتی ہے، اس لیے ضروری نہیں ہے کہ پوزیشن میں کمی سے ملک میں کاروبار کرنے کے ماحول میں کسی مضر پیش رفت کی نشاندہی ہوتی ہو بلکہ یہ اس بات کی علامت بھی ہو سکتی ہے کہ دیگر ممالک نے پاکستان کے مقابلے میں اپنا اسکور بہتر بنالیا ہے۔[11] تاہم پاکستان کے معاملے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجلی کی قلت اور سرحد پار تجارت کی بلند لاگتوں جیسے مسائل کو ہدف بنانے پر مبنی اصلاحات کی عدم موجودگی یا ان میں تاخیر کے نتیجے میں ملک زیر جائزہ مدت کے دوران درجہ بندیوں میں بامقصد مطلق بہتری نہیں لا سکا۔

شکل 7.4 : پاکستان کی کاروبار کرنے میں آسانی کی درجہ بندی کا تاریخی رجحان

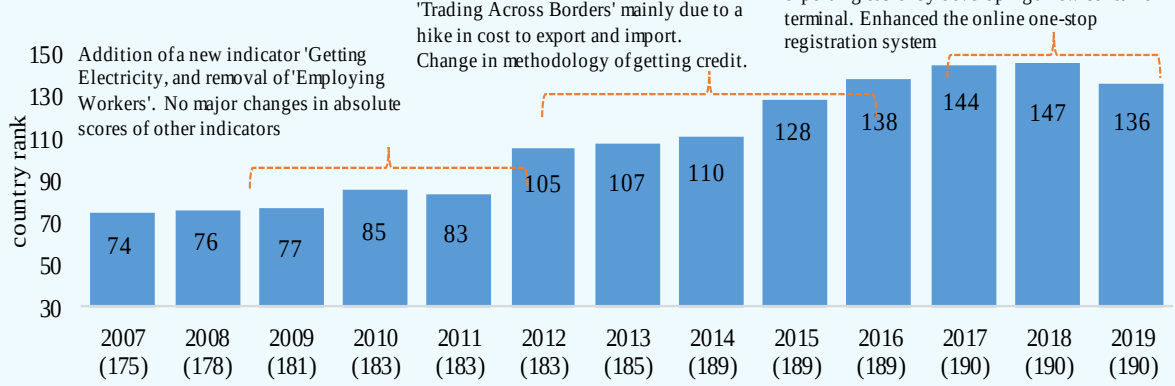

* Figures in parenthesis show total number of countries included in DBI
Data source: Doing Business Indicators, World Bank

شکل 7.5 : کاروباری اداروں کو درپیش بدعنوانی کی سطح

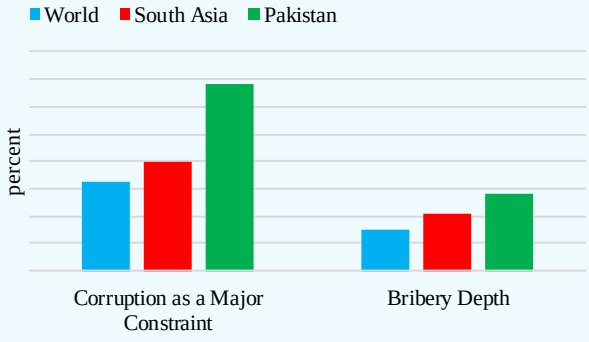

Data source: World Bank World Enterprise Survey (Latest Figures used)

قانونی اور حقیقی پالیسی کے درمیان فرق کی ایک مثال آپریشنل تقاضوں سے متعلق ہے۔ پالیسی میں کہا گیا ہے کہ بیرونی سرمایہ کار قومی سلامتی کی افادیت سے منسلک کام کے علاوہ کسی بھی اور شعبے میں سرمایہ کاری کر سکتے ہیں اور وزارت داخلہ کی جانب سے این او سی کے حاصل کیے بغیر آپریشنل سرگرمیوں کا آغاز کر سکتے ہیں۔ یہ ایک اہم پیش رفت ہے کیونکہ این او سی کے حصول میں دو سے تین ماہ لگتے ہیں۔ تاہم تشکیل شدہ فرموں کو سیکورٹی کلیئرنس کا ایک سرٹیفکیٹ حاصل کرنا پڑتا ہے، جس کا پروسیس مکمل ہونے میں کم از کم دو مہینے صرف ہوتے ہیں۔ نظامیاتی لحاظ سے نئے کاروباری اداروں کی شکایات کے ازالے کے لیے معیاری آپریٹنگ طریقہ کار ناپید ہے۔ لہٰذا، سرمایہ کاروں کو

[11] درجہ بندی طریقوں میں تبدیلیوں کی بھی عکاسی ہے مثلاً، عالمی بینک نے 2011ء میں کارکنوں کو ملازم رکھنے کا تقاضا ختم کیا جس میں ملک کی درجہ بندی 146 ویں تھی۔ اگلے برس 'بجلی کا حصول' متعارف کرایا گیا جس میں پاکستان کی درجہ بندی 166 ویں نمبر پر تھی۔ طریقوں میں ان تبدیلیوں کی وجہ سے پاکستان ایک سال میں 83 ویں نمبر سے گر کر 105 ویں نمبر پر آ گیا۔

اکثر و بیشتر ذاتی تعلقات پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور وہ اپنے مسائل کو حل کرنے کے لیے بار بار متعلقہ اداروں تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ یہاں رشوت اور بدعنوانی کے اثرات بھی بڑے پیمانے پر موجود ہیں۔ پاکستان سے متعلق 2013ء میں عالمی بینک کے انٹرپرائز سروے ڈیٹا (تازہ ترین دستیاب سروے) کے مطابق بدعنوانی کو ایک رکاوٹ قرار دینے والی فرموں کا تناسب اور رشوت ستانی کی گہرائی کی سطح (عوامی لین دین کا فیصد، جس میں ایک تحفے یا غیر رسمی ادائیگی کی درخواست کی گئی) علاقائی اور عالمی اوسط سے کافی زیادہ ہے (**شکل 7.5**)۔

ضوابطی بے یقینی اور بعد میں دیکھ بھال کی نامناسب سہولتوں کے سبب سرمایہ کاری کو پاس رکھنا مشکل ہو جاتا ہے

اس موضوع پر وسیع علمی مواد دستیاب ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مخصوص شعبہ جاتی پالیسی میں بے یقینی مجموعی معاشی استحکام کے ماحول سے الگ کسی معیشت پر سرمایہ کاروں کے اعتماد میں کمی پر منتج ہوتی ہے۔ بنیادی لحاظ سے نئی معلومات دستیاب ہونے کے بعد اسے شامل کرنا سرمایہ کاری اور اس میں توسیع کے فیصلوں کے لیے کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔ جیسے جیسے پالیسی بے یقینی میں اضافہ ہوتا ہے، سرمایہ کاروں کی نئی معلومات کو اپنی منصوبہ بندی اور فیصلہ سازی میں شامل کرنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ پالیسی میں اچانک تبدیلی یا اس کے اعلان میں تاخیر یا ترغیبات اور ٹیکس ریلیف پر عملدرآمد میں کئی ماہ لگ سکتے ہیں اور سرمایہ کاریوں کی ابتدائی سطح تک بحالی میں خاصا وقت صرف ہو سکتا ہے، خاص طور پر ایسی صورت میں جب سرمایہ کاریاں ناقابل واپسی ہوں۔ دراصل کاروباری حکمت عملی میں تبدیلی کے علاوہ کثیر القومی کاروباری ادارے پالیسی میں بے یقینی کو کلی معاشی عدم استحکام کے خدشات کے بعد کسی ملک کو چھوڑنے کی دوسری بڑی وجہ قرار دیتے ہیں (**شکل 7.6**)۔

شکل 7.6: سرمایہ کاروں کی جانب سے کسی ملک کو چھوڑنے کی 5 وجوہات

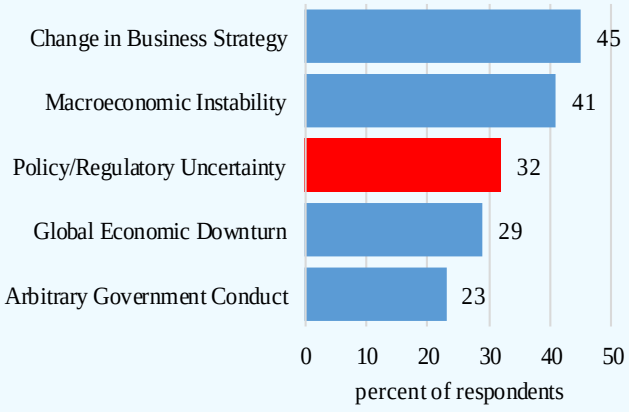

Data source: World Bank Global Competitiveness Report 2017-18

پاکستان کے معاملے میں بھی پالیسی کی بے یقینی سرمایہ کاری کی نمو میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ ترغیبات کی ساخت میں متواتر تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ایسی شعبہ جاتی پالیسیاں متعارف کرانا جو سرمایہ کاروں کے لیے بعض اوقات ناسازگار ہوتی ہیں، ایسی صورت حال سرمایہ کاری کے لیے مجموعی ماحول کو دشوار بنا دیتی ہے۔ او آئی سی سی آئی کے 2017ء میں کیے گئے تصور اور سرمایہ کاری کے سروے کے مطابق سرمایہ کاروں نے امن و امان کے بارے میں خدشات، ساکھ کے مسائل اور ٹیکس نظام میں شامل شعبوں پر ٹیکسوں کی شرائط میں اضافے کے بعد پالیسی میں بے یقینی اور اس کی ناقابل پیش گوئی کیفیت کو پاکستان میں گرتی ہوئی سرمایہ کاری کی چوتھی بڑی وجہ قرار دیا ہے۔ نافذ شدہ اقدامات کی اثر انگیزی کو میعادی بنیادوں پر جانچنے کے لیے اس کی نگرانی یا جائزے کا کوئی طریقہ کار موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ تشکیلِ سرمایہ کی سرگرمیوں کی موجودہ سطح کتنی بڑھی ہے یا اس میں مزید کتنا اضافہ درکار ہے۔

اب یہ بات کافی حد تک تسلیم شدہ ہے کہ سرمایہ کار شکایات نمٹانے، معلومات میں اعانت اور سرمایہ کاری کو ترقی دینے والی ایجنسیوں کی پالیسی کے متعلق وکالتی کوششوں کو تشہیری سرگرمیوں اور فوری فروخت پر مبنی تجارت اور سرمایہ کاری کی نمائشوں کے مقابلے میں بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں (**جدول 7.5**)۔ اس لیے آج کل آئی پی ایز لین دین کے نقطہ نظر (جن میں روابط زیادہ تر سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے اور پیداواری مرحلوں تک محدود ہوتے ہیں) کے بجائے تعلقات بڑھانے کے طرز فکر (جس میں موجودہ سرمایہ کاروں کے رجحانات پر پر نظر رکھی جاتی ہے اور پالیسی امور پر اکثر و بیشتر ان کی رائے حاصل کی جاتی ہے) پر منتقل ہو رہے ہیں (**باکس 7.1**)۔

جدول 7.5: سرمایہ کاروں کا تناسب جو سرمایہ کاری کو فروغ دینے والی ایجنسیوں کی سرگرمیوں کو اہم (یا بصورت دیگر) سمجھتے ہوں

	کلیدی اہمیت کا حامل	اہم	کسی حد تک اہم	غیر اہم
شکایات نمٹانا	28	47	21	4
معلومات میں اعانت	26	47	21	5
کاروباری ماحول میں بہتری	23	46	25	5
مواقع پر مباحث	17	37	35	10
تجارت اور سرمایہ کاری کی نمائشیں	11	31	42	16
سرمایہ کاری فروغ دینے والی ایجنسی کے اشتہار	9	30	41	20

ڈیٹا کا ماخذ: عالمی بینک کی عالمی مسابقتی رپورٹ برائے 18-2017ء

باکس 7.1: سرمایہ کاری برقرار رکھنے کے لیے بعد میں دیکھ بھال کی خدمات

"کمپنی کی سطح پر حکومت اور اس کے اداروں کی جانب سے پیشکش کردہ تمام ممکنہ خدمات پر مشتمل ہوتی ہیں جن کا مقصد کامیاب نئی فرموں اور ایک میزبان ملک یا خطے میں کسی میزبان کمپنی کی ترقی میں سہولت دینا ہوتا ہے تاکہ مقامی اقتصادی ترقی میں اس کے حصے کو زیادہ سے زیادہ کیا جاسکے (ینگ اینڈ ہڈ، 1994ء)۔ یہ ان چار فرائض میں شامل ہے جنہیں انجام دینے کی سرمایہ کاری کو فروغ دینے والی ایجنسیوں سے توقع کی جاتی ہے جبکہ دیگر تین میں سرمایہ کاری کا حصول، ساکھ بنانا اور پالیسی مشاورت کا استعمال شامل ہیں۔ جیسا کہ **جدول 7.2.1** میں دکھایا گیا ہے کہ بعد میں دیکھ بھال کی خدمات کی تین اقسام ہوتی ہیں: انتظامی خدمات (لائسنس اور پرمٹ کے حصول میں بیرونی فرموں کے آپریشنز میں سہولت دینا)، آپریشنل خدمات (مقامی رسد کنندگان کی نشاندہی اور تربیتی سہولتوں کی فراہمی کے ذریعے بیرونی سرمایہ کاروں کی کارکردگی بڑھانا اور ان کے آپریشنز کی اثر انگیزی میں اضافہ کرنا) اور تزویراتی خدمات (مستحکم فرموں کی مستقبل کی سمت اور پالیسی کی منصوبہ بندی پر اثر انداز ہونا)۔

جدول 7.2.1: سرمایہ کاری کو فروغ دینے والی ایجنسیوں کی جانب سے فراہم کردہ بعد میں دیکھ بھال کی خدمات

خدمات کی قسم	بعد میں دیکھ بھال کی خدمت کا مقام		
	قلیل مدتی	وسط مدتی	طویل مدتی
انتظامی	ویزوں، درآمدی پرمٹ، جیون ساتھی کے لیے کام اور فری ٹریڈ زون میں آپریٹنگ کا پرمٹ حاصل کرنا	بینکاری اور قانونی خدمات، غذا، ادویات کا حصول اور انتظامی منظوریاں	ٹیکس حکام سے سمجھوتہ، سرکاری شعبے سے منصوبہ بندی اور ٹرانسپورٹ پر اشتراک
آپریشنل	دفتر کی جگہ، فیکٹری مقام تلاش کرنا، عملے کی بھرتی، آئی سی ٹی آلات، بجلی وغیرہ کی تنصیب میں اعانت	عملے کی تربیت، نیا احاطہ، بہتر ارتباط، مقامی رسدی زنجیریں	مقامی تحقیق و ترقی، یونی ورسٹی سے اشتراک، یونینوں سے مضبوط روابط
تزویراتی	فرم قائم کرنا تاکہ وہ کامیابی سے کام کرے اور اپنے مینڈیٹ پر پورا اترے	مسابقت، قانون سازی، پروڈکٹ کو ترقی دینا، تحقیق و ترقی کی صلاحیتیں	وہ خدمات جو فرموں کو تذویراتی قائدین، مہارت کے مراکز بننے میں مددگار ثابت ہوں

حوالہ: ینگ اینڈ ہڈ: 1994ء

بعد میں دیکھ بھال کی خدمات کی افادیت کو اجاگر کرنے کے لیے تین اہم عوامل کو اکثر و بیشتر اجاگر کیا جاتا ہے۔ پہلا، یہ سرمایہ کاری کو فروغ دینے والی کسی کمپنی کا بجٹ استعمال کرنے کا سب سے مستعد طریقہ ہے کیونکہ اس میں موجودہ سرمایہ کاروں پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ دوسرا اور شاید سب سے اہم اندرون ملک آنے والی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی ٹیکنالوجی کی منتقلی اور جی وی سیز سے مقامی پیدا کنندگان کے ارتباط جیسے فوائد سے اس وقت تک مکمل استفادہ ممکن نہیں جب تک کہ ایسی سرمایہ کاریوں کی اثر انگیزی پر مناسب توجہ نہیں دی جاتی۔ تیسرا، مطمئن اور کامیاب بیرونی سرمایہ کار میزبان ملک کے حوالے سے دیگر ممکنہ سرمایہ کاروں کے لیے مثالی مشتہرین ثابت ہوسکتے ہیں۔ تاہم ظاہری فوائد کے باوجود سرمایہ کاری کو فروغ دینے والے بہت کم ادارے فی الوقت بعد میں دیکھ بھال کی خدمات پر مناسب توجہ دے رہے ہیں اور اپنے وسائل کو متوجہ کرنے اور ساکھ بنانے جیسی روایتی سرگرمیوں میں استعمال کر رہے ہیں۔ ورلڈ ایسوسی ایشن آف انویسٹمنٹ پروموشن ایجنسیز (ڈبلیو اے آئی پی اے) کے 2018ء میں کیے گئے سروے کے مطابق بعد میں دیکھ بھال کی خدمات کے لیے آئی پی ایز کے مجموعی بجٹ میں سے اوسطاً صرف 10 فیصد خرچ کیا جاتا ہے۔ بیشتر فنڈز ساکھ بنانے (36 فیصد) اور متفرق سرگرمیوں (26 فیصد) کے لیے مختص کیے جاتے ہیں (**شکل 7.1.1**)۔

بعد میں دیکھ بھال کے وقف اقدامات رکھنے والے ممالک کی کچھ کیس اسٹڈیز یہ ہیں:

(الف) **جمہوریہ کوریا میں سرمایہ کاری کی بعد میں دیکھ بھال کی ٹیم:** کوریا ٹریڈ انویسٹمنٹ پروموشن ایجنسی (KOTRA) کے تحت 1991ء سے فعال بیرونی محتسب کی سرمایہ کاری کی بعد میں دیکھ بھال کی ٹیم کے ماہر عملے میں معاشیات، مالیات، تجارت، ٹیکس کاری اور قانون جیسے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے عملے کو شامل کیا گیا ہے تاکہ ان کے ملک میں سرمایہ کاروں کو درپیش مسائل کا حل تلاش کیا جاسکے۔

شکل 7.1.1: فروغ سرمایہ کاری کی ایک ایجنسی کی جانب سے بجٹ کا اوسط اختصاص

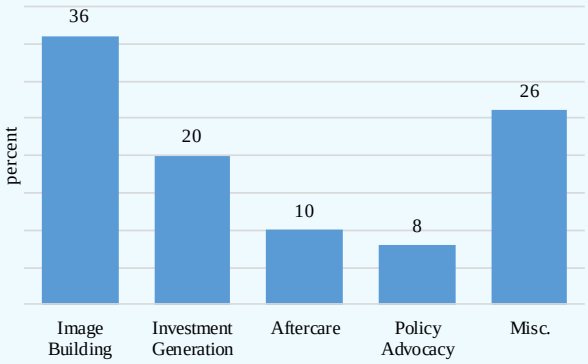

Data source: World Association of Investment Promotion Agencies (WAIPA) Annual Survey 2018

(ب) **کوسٹا ریکن انویسٹمنٹ پروموشن ایجنسی (سی آئی این ڈی ای):** 1982ء میں قائم ہونے والی غیر نفع بخش سی آئی این ڈی ای بیرونی سرمایہ کاری کو فعال انداز میں فروغ دینے، مقامی اعانت کی فراہمی اور قیام کے بعد کی خدمات فراہم کر رہی ہے۔ اسے لاطینی امریکہ اور دنیا بھر کی کامیاب ترین سرمایہ کاری کو فروغ دینے والی ایجنسی قرار دیا گیا ہے جس نے فورچون 500 کمپنیوں میں ایک چوتھائی سے زائد کو کوسٹاریکا متوجہ کرنے جیسا کام انجام دیا۔ اس ایجنسی کی جانب سے فراہم کی جانے والی بعد میں دیکھ بھال کی خدمات میں پروڈکٹ کو متنوع بنانے اور استعداد میں توسیع کے تخصیصی پروگرام، نیٹ ورکنگ اور اطلاعاتی سیمینار اور سرمایہ کاروں کو درپیش مسائل کی نوعیت اور تعداد اور مستقبل کی راہ پر مشاورت شامل ہیں۔

(ج) یونائیٹڈ کنگ ڈم ٹریڈ اینڈ انویسٹمنٹ (یوکے آئی ٹی): سرمایہ کاری کو فروغ دینے والی ایجنسی کے انویسٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت بعد میں دیکھ بھال کی خدمات کا ایک مکمل اور بلا معاوضہ نظام موجود ہے۔ تعاون میں افرادی قوت کی مہارت اور بھرتی، اختراع اور ٹیکنالوجی میں اعانت، برآمدات بیرون ملک بھیجنے میں تعاون اور ملک کی صنعتی اور خدمات کے شعبوں کی اساس سے جامع روابط استوار کرنا شامل ہیں۔

حوالہ جات:

تجارت اور ترقی پر اقوام متحدہ کی کانفرنس[UNCTAD](2007ء)۔ بعد میں دیکھ بھال: سرمایہ کاری کے فروغ کا ایک بنیادی فریضہ ۔ سرمایہ کاری مشاورتی سیریز ، جنیوا۔

عالمی بینک گروپ۔2018ء۔عالمی سرمایہ کاری کی مسابقتی رپورٹ 2017ء/2018ء:بیرونی سرمایہ کاروں کا طرز فکر اور پالیسی مضمرات ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

ورلڈ ایسوسی ایشن آف انویسٹمنٹ پروموشن ایجنسیز[WAIPA](2019ء)۔سرمایہ کاری کو فروغ دینے کا عمومی جائزہ:ڈبلیو اے آئی پی اے سالانہ سروے برائے 2018ء کے نتائج ۔ جنیوا۔

ینگ، ایس۔ اینڈ ہڈ۔ این۔(1994ء):''یورپی یونین میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاروں کے لیے بعد میں دیکھ بھال کے ترقیاتی پروگرام وضع کرنا''، بین الاقوامی کارپوریشنیں،3(2)،–45 pp. 72, UNCTAD۔

اس ضمن میں ممالک سرمایہ کار کی ٹریکنگ / صارف سے روابط کا انتظام کرنے کے نظاموں کو استعمال کرتے ہیں۔ فی الوقت یہ نظام پاکستان کے بورڈ آف انویسٹمنٹ (بی او آئی) کے پاس موجود نہیں ہیں۔ تاہم بورڈ آف انویسٹمنٹ نے حال ہی میں ملک سے مخصوص ڈیسکس متعارف کرانے، شکایات نمٹانے کا ایک پورٹل شروع کرنے اور ترجیحی شعبوں کے مطالعوں کے انعقاد کے ذریعے بعد میں دیکھ بھال کی خدمات کو معیاری بنانے پر بامقصد انداز میں توجہ دینا شروع کی ہے۔

7.5 ٹیکسوں کا ناسازگار ماحول خصوصی توجہ کا متقاضی ہے

ٹیکس کی ساخت، شرحوں اور ادائیگی کی ٹیکنالوجی پر مبنی مجموعی ٹیکس نظام ملک میں سرمایہ کاری کے ماحول پر اثرانداز ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے ٹیکس پالیسی نظام کا مقصد دو واضح مقاصد کا تعین ہونا چاہیے: پہلا، ممکنہ سرمایہ کاروں کو ترغیبات دینا اور دوسرا سازگار کاروباری ماحول کے لیے درکار ضروری انفراسٹرکچر کی مالکاری کے لیے محاصل میں اضافہ کرنا۔ سرمایہ کاری دوست ماحول کے لیے ایک ایسے ٹیکس نظام کی ضرورت ہوتی ہے جو منصفانہ، موزوں، سادہ اور انتظامی لحاظ سے آسانی سمیت کچھ ضروری تقاضے پورے کرتا ہو۔ تاہم پاکستان کے ٹیکس حکام زیادہ تر ایک ایسے ماحول کی تخلیق کے لیے کوشاں رہے ہیں جو ٹیکس بنیاد بڑھانے میں معاون ہو، بگاڑ میں کمی کر سکے اور ملک میں مساویانہ اور مستعد ٹیکس نظام کو فروغ دے سکے۔ اس کے بجائے ٹیکس نظام کی پیچیدہ نوعیت، ساکھ اور بدعنوانی کے اثرات اور دستاویزیت کے زحمت طلب پروسیس کئی موجودہ اور ابھرتے ہوئے کاروباری اداروں کو خوفزدہ کر کے انہیں اپنے کاروبار کو دستاویزی شکل دینے سے باز رکھتے ہیں –یقیناً بعض کاروباری ادارے ٹیکسوں سے بچنے کے لیے اپنی مرضی سے نظام سے باہر رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مذکورہ حالات کے نتیجے میں گذشتہ برسوں کے دوران ملک کی بے ضابطہ معیشت میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔

اس تناظر میں، ملک میں پالیسی سازوں کو زیادہ سے زیادہ محاصل جمع کرنے اور سرمایہ کاروں کو ٹیکس ریلیف کی فراہمی کے درمیان اصولی سمجھوتے کرنے جیسے دشوار کام کا سامنا رہا ہے۔ فی الوقت ٹیکس حکام ٹیکس اور جی ڈی پی کے تناسب کو بہتر بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں جو گذشتہ پانچ برسوں سے تقریباً 12 فیصد پر منجمد ہے اور یہ شرح دنیا میں کم ترین ہے۔ مالی سال 18-17ء میں ملک میں رجسٹرڈ ٹیکس دہندگان کی تعداد 4.8 ملین تھی جو موجودہ آبادی کا صرف 2.2 فیصد بنتی ہے۔ جہاں تک سیلز ٹیکس کا تعلق ہے تو صرف 0.2 ملین کاروباری ادارے ٹیکس ریگولیٹری حکام کے پاس رجسٹرڈ ہیں۔ ملک کے مجموعی سیلز ٹیکس محاصل کا 68 فیصد نو اہم شعبوں سے آتا ہے جن میں پیٹرولیم مصنوعات، برقی توانائی، سیمنٹ، منرل واٹر / مشروبات، سگریٹ، کھاد، قدرتی گیس، چینی اور دیگر غذائی مصنوعات شامل ہیں۔ گاڑیوں، ٹیکسٹائل، کیمیکلز اور خدمات وغیرہ سمیت دیگر اہم شعبوں کا ملکی منڈی میں حصہ کاروباری سرگرمیوں کے حجم سے قطع نظر ناکافی رہا ہے۔

جدول 7.6: 2019ء میں کاروبار کرنے کے ٹیکسوں کی ادائیگی کے اظہاریے کا مطلق اسکور

	پاکستان	بھارت	بنگلہ دیش	سری لنکا	ہانگ کانگ
ٹیکسوں میں آسانی کا درجہ (190 ممالک میں سے)	173	121	151	141	1
اسکور اوسط (0= بدترین، 100= بہترین)	47.05	65.36	56.13	59.79	99.71
ادائیگیاں (تعداد)	47	12	33	36	3
وقت (گھنٹے)	293.5	275.4	435.0	129.0	34.5
مجموعی ٹیکس اور حصے کی شرح (منافع کا فیصد)	34.1	52.1	33.4	55.2	22.9
قدر اضافی ٹیکس کی بازادائیگی پر عملدرآمد کا وقت (گھنٹے)	84.0	بازادائیگی نہیں	58.0	بازادائیگی نہیں	قدر اضافی ٹیکس نہیں
قدر اضافی ٹیکس کی بازادائیگی کے حصول میں وقت (ہفتے)	79.0	بازادائیگی نہیں	17.9	بازادائیگی نہیں	قدر اضافی ٹیکس نہیں
کارپوریٹ انکم ٹیکس درستگی پر عملدرآمد کا وقت (گھنٹے)	69.0	3.0	37.0	3.0	2.8
کارپوریٹ انکم ٹیکس درستگی مکمل کرنے کا وقت (ہفتے)	18.6	0.0	9.3	0.0	0.0
بعد از فائلنگ انڈیکس (0-100)	*10.49*	*49.31*	*44.36*	*49.31*	*98.85*

ڈیٹا کا ماخذ: کاروبار کرنے کے اظہاریے، عالمی بینک

انتظامی سہولت کا فقدان: سرمایہ کاریوں میں ایک بڑی رکاوٹ

ایک کاروباری ادارے کو ٹیکس کے طریقہ کار سے نمٹنے میں پیش آنے والی رکاوٹوں کی شدت کی عکاسی کاروبار کرنے کے اظہاریے 'ٹیکسوں کی ادائیگی' میں 190 ممالک میں سے پاکستان کی 173 ویں نمبر پر انتہائی پست درجہ بندی سے ہوتی ہے۔[12] **جدول 7.6** میں جنوبی ایشیا کی اہم معیشتوں میں ٹیکسوں کی ادائیگی کے اظہاریے کے مختلف اجزا کا تقابل بہترین اسکور رکھنے والے ملک ہانگ کانگ سے کیا گیا ہے۔ پاکستان میں ٹیکسوں کی ادائیگی کا مطلق اوسط اسکور جنوبی ایشیا کے خطے میں کم ترین سطح پر رہا۔ مثلاً، کاروبار کرنے میں آسانی کے متعلق 2019ء کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق درمیانے حجم کی ایک مینوفیکچرنگ فرم کو ملک میں مختلف ضوابطی اداروں کو ایک سال میں 47 ادائیگیاں کرنا پڑتی ہیں۔ ان میں سے 17 کا تعلق فیڈرل بورڈ آف ریونیو سے ہے، 12 کا ایمپلائز اولڈ ایج بینی فٹ انسٹی ٹیوشن (ای او بی آئی) اور 18 مختلف صوبائی محکموں اور سوشل سیکورٹی اداروں کو جاتی ہیں۔ اس اظہاریے کا اسکور جنوبی ایشیا میں بلند ترین رہا جو ایک سال میں 27.6 کی علاقائی اوسط سے کافی زیادہ ہے۔

[12] کاروبار کرنے کے لیے ٹیکسوں اور اس لازمی حصے کی ادائیگی کا ریکارڈ رکھنا ہوتا ہے جو ایک درمیانے حجم کی کمپنی کو مقررہ سال میں ادا کرنے ہوتے ہیں جبکہ اس کے ساتھ ساتھ ٹیکسوں اور حصوں کی ادائیگیوں کا انتظامی بوجھ اور فائلنگ کے بعد کے طریقوں پر عملدرآمد شامل ہیں۔

ٹیکسوں کی ادائیگی میں فائلنگ کے بعد کے اشاریے میں بدترین کارکردگی درج کی گئی، اس اشاریے کے ذریعے قدر اضافی ٹیکس کی مکمل نقد باز ادائیگی اور ٹیکس آڈٹ پر عملدرآمد اور مستعدی کی پیمائش کی جاتی ہے۔ خصوصاً درمیانے درجے کی ایک فرم کو قدر اضافی ٹیکس کی باز ادائیگی کے تقاضوں کی تکمیل 10 دن کے اندر کرنا ہوتی ہے جبکہ اس کے حصول میں 79 ہفتے لگ جاتے ہیں۔ یہ افغانستان کے بعد خطے میں بدترین کارکردگی ہے۔ کاروباری اداروں کے لیے ٹیکسوں کی باز ادائیگی میں نامناسب تاخیر مالی سیالیت کی مشکلات پیدا کرتی ہے اور نئے منصوبوں کے قابلِ عمل ہونے سے منسلک خطرات بڑھا دیتی ہے۔ تازہ ترین دستیاب اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ جون 2018ء تک انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس اور وفاقی ایکسائز ڈیوٹیوں کی مد میں ایف بی آر کے پاس 372.1 ارب روپے مالیت کی دعوے زیر التوا تھے۔ ایف بی آر جولائی 2018ء تا مارچ 2019ء تک 83.1 ارب روپے کی باز ادائیگی کر چکا تھا (**جدول 7.7**)۔

دیگر اظہاریوں میں بھی ہم رتبہ ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی درجہ بندی خراب ترین سطح پر رہی۔ ان اظہاریوں میں کارپوریٹ انکم ٹیکس درستگی کی تعمیل کا وقت اور کارپوریٹ انکم ٹیکس درستگی کو مکمل کرنے میں صرف ہونے والا وقت شامل ہیں۔ مزید برآں، ریونیو ڈویژن / ایف بی آر کے خلاف شکایت نمٹانے میں اوسطاً تقریباً 45 دن کا وقت لگتا ہے۔[13] بعد از فائلنگ اشاریے کے خاصے کم اسکور سے ان مشکلات کی عکاسی ہوتی ہے جن پر ایک کاروباری ادارے کو ملک میں اپنے آپریشنز جاری رکھنے کے لیے قابو پانا ہوتا ہے۔ یہ صورت حال ٹیکس آڈٹ اور عملدرآمد کی ساخت میں وسیع پیمانے کی اصلاحات کی متقاضی ہے۔

جدول 7.7: ایف بی آر کے پاس زیر التوا دعوے

ارب روپے

زیر التوا فنڈز (30 جون 2018ء تک)	
انکم ٹیکس	241.6
سیلز ٹیکس اور وفاقی ایکسائز ڈیوٹی	130.5
مجموعی دعوے	372.1
جولائی 18ء تا مارچ 19ء میں باز ادائیگی کا اجرا	
انکم ٹیکس	62.0
سیلز ٹیکس	21.2
مجموعی	83.1

ڈیٹا کا ماخذ: سینٹ سیکریٹریٹ

7.6 خاص طور پر چھوٹی فرموں کو اپنے آپریشنز کی توسیع میں مشکلات پیش آتی ہیں

اس بات پر وسیع اتفاق رائے موجود ہے کہ چھوٹی اور درمیانے درجے کی انٹرپرائزز کسی معیشت میں معاشی نمو اور روزگار کے مواقع کی تخلیق میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ دراصل کسی معیشت کی کامیابی کی پیمائش ایسی فرموں کی جانب سے دوبارہ سرمایہ کاریوں کی سرگرمیاں انجام دینے اور وقت گزرنے کے ساتھ ان کے بڑے کاروباری اداروں کی حیثیت اختیار کرنے سے ہوتی ہے۔ امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور تائیوان جیسے ممالک کا تجربہ دوبارہ سرمایہ کاریوں کے ذریعے چھوٹی فرموں کی نمو، توسیع اور عرصیت کے چکر کی اہمیت اجاگر کرتا ہے جو کسی قوم کی مجموعی معاشی خوشحالی پر منتج ہوتا ہے۔ تاہم جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو چھوٹی فرمیں گذشتہ دہائیوں کے دوران ترقی کے لیے جدوجہد کرتی رہی ہیں اور بدستور اتنے ہی حجم میں کام کر رہی ہیں یعنی، "وہ کفایت حجم یا ٹیکنالوجی میں اختراعات سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہیں اور اس کی وجہ سے عالمی سطح پر غیر مسابقتی ہو گئیں۔[14] اگرچہ گذشتہ برسوں میں غیر یقینی معاشی ماحول اور کمزور صنعتی کارکردگی چھوٹے حجم کی فرموں کی نمو کے مواقع محدود کرنے کا باعث بنی ہے تاہم ان کی اپنی انتظامی کمزوریاں، ناسازگار ضوابطی ماحول، مالیات تک محدود رسائی اور مہارتوں کا فرق ملک میں چھوٹی فرموں کی نمو میں کے راستے میں حائل اہم رکاوٹیں ہیں۔

[13] وفاقی ٹیکس محتسب پاکستان۔

[14] افراز، این، حسین، ٹی۔ خان، یو، (2013ء) پاکستان میں چھوٹی فرموں کی نمو میں حائل رکاوٹیں: بلکی انجینئرنگ کی منتخب صنعتوں کی ایک معیاری جانچ۔ آئی جی سی ورکنگ پیپر، پی پی 5 فروری 2013ء۔

خاص طور پر خراب انتظامی طریقوں کا معاملہ چھوٹی فرموں کی کارکردگی کے انجماد کا ایک اہم سبب ہے۔ پنجاب میں 2,000 سے زائد چھوٹی کمپنیوں کے نظامیاتی بالمشافہ کیے گئے انتظامی اور ادارہ جاتی سرویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی فرموں[15] کے مقابلے میں چھوٹی (اور درمیانے حجم کی) فرموں کے انتظامی طریقے خصوصاً فیصلہ سازی کی عدم مرکزیت، ڈیٹا پر مبنی کارکردگی کی نگرانی، ہدف اور ترغیبات کے تعین اور فیصلہ سازی میں ڈیٹا کے استعمال کے لحاظ سے کم مربوط ہیں۔[16]

یہ بات بھی اہم ہے کہ بیشتر فریقوں میں خطرہ مول لینے کی رغبت میں کمی اور خراب آجرانہ مہارت کے سبب فرم کی جانب سے پست یافت کے بعد توسیع پر بطور مقصد توجہ مرکوز نہیں کی جاتی بلکہ مسلسل منافع کو ترجیح دی جاتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ایسے کاروباری ادارے اپنی عملی سرگرمیوں کو اپ گریڈ کرنے، پرانی مشینری کی تبدیلی، پروڈکٹ میں اختراع اور افرادی قوت کی مہارت سازی پر سرمایہ کاری روک دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ امر حیران کن نہیں کہ پیداواریت، منافع اور نمو کے لحاظ سے پاکستان میں انتظامی طریقوں کے معیار (اور فیصلہ سازی کی قوت کی عدم مرکزیت) اور فرم کی کارکردگی کے درمیان ایک مضبوط مثبت ربط موجود ہے (**شکل 7.7**)۔[17]

شکل 7.7 : پاکستانی فرموں میں انتظامی عدم مرکزیت اور ان کی کارکردگی پر اس کا اثر

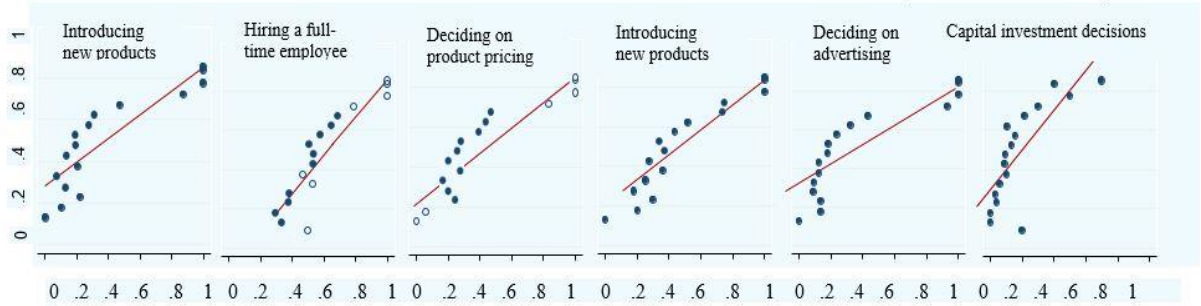

The sample includes all MOPS observations from establishments reporting that the headquarters are at a different location, with no missing responses to the autonomy questions and with at least 11 non-missing responses to management questions (857 observations from 462 establishments). The establishment management score is the unweighted average of the score for each of the 16 questions, where each question is first normalized to be on a 0-1 scale, and averaged across establishments in bins of 0.05. The autonomy measures are also normalized to be on a 0 - 1 scale.
Data source: Lemos, R., Choudhary, A., Van Reenen, J., Bloom, N., (2016) Management in Pakistan: First Evidence from Punjab, IGC

مذکورہ حالات کو سیاق وسباق میں پیش کرنے کے لیے لٹریچر میں اندرونی بگاڑ (جس میں فرمیں اپنے کاروباری ماڈل کو بدلنے کی مزاحمت کرتی ہیں اور تبدیلی کے معاملے میں جامد ہو جاتی ہیں) اور جدت کے بوجھ (جس میں نئی فرمیں مشکل وقت سے گزرتی ہیں کیونکہ انہیں مارکیٹ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم اور خود کو جائز ثابت کرنا ہوتا ہے) جیسی اصطلاحات کے ذریعے چھوٹی فرموں کی نمو میں حائل اہم رکاوٹوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ان تحرکات کا باہمی تعامل بتدریج مجموعی مارکیٹ کو معدومی کی طرف دھکیل دیتا ہے کیونکہ پروڈکٹ کی توجہ، آپریٹنگ کے طریقے اور نمو کے ماڈل بین الاقوامی منڈی کے رجحانات سے غیر ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ برآمدی منڈی میں فرموں کے حصے میں کمی کی صورت میں نکلتا ہے کیونکہ وہ خود کو ابھرتی ہوئی عالمی قدر زنجیروں میں مدغم کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں اور انہیں ملکی معیشت میں بہتر معیار کے حامل درآمدی متبادلات سے سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ **باکس 7.2** میں ان میں سے کچھ معاملات کو تفصیلی طور پر بیان کرتے ہوئے پاکستان میں ہلکی انجینئرنگ کی مصنوعات اور کھیلوں کے سامان کی صنعتوں سے منسلک چھوٹی فرموں کے جائزے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

[15] جائزے میں وضع کردہ تعریف کے مطابق 200 کارکنوں کو ملازمت پر بھرتی کرنے والے بڑے کاروباری ادارے ہیں، 50 تا 199 ملازمین رکھنے والے درمیانے کاروباری ادارے اور 10 تا 49 کارکنوں والے چھوٹے کاروباری ادارے ہیں اور مائیکرو ادارے وہ ہیں جن میں 10 سے کم کارکنوں کو بھرتی کیا جاتا ہے۔

[16] ماخذ: Lemos, R., Choudhary, A., Van Reenen, J., Bloom, N., (2016) Management in Pakistan: First Evidence from Punjab, IGC

[17] اسی طرح جو فرمیں بڑی، پرانی اور برآمدی نوعیت کی تھیں اور ان کے پاس ہنرمند منتظمین اور لائن منیجرز دستیاب تھے ان کا انتظامی اسکور دیگر فرموں کے مقابلے میں زیادہ پایا گیا ہے۔

باکس 7.2: پاکستان میں چھوٹی فرموں کی نمو میں حائل رکاوٹیں

چھوٹی فرموں کو کاروباری سرگرمیوں کو توسیع دینے میں مشکلات کا سامنا کرنے کی تفتیش کرنے والے بین الاقوامی لٹریچر میں کم و بیش انہی نکات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جن کا حوالہ کسی معیشت میں کاروبار کرنے کے ماحول میں آسانی کے متعلق بات کرتے ہوئے دیا جاتا ہے۔ توانائی کی قلت، بدعنوانی، کلی معاشی عدم استحکام، قرضہ منڈی کی ناکامیاں، کمزور ادارے، غیر ہنر مند افرادی قوت اور انفراسٹرکچر کی مشکلات کا ذکر اکثر و بیشتر سننے کو ملتا ہے۔ تاہم ہر ملک کی مارکیٹ کے تحرکات میں کافی فرق پایا جاتا ہے، اس لیے بین الاقوامی جائزوں کا ملکی سرویز سے تقابل ایک مفید مشق ہے۔

اس ضمن میں انٹرنیشنل گروتھ سینٹر (آئی جی سی) کی جانب سے 2014ء میں لیے گئے ایک اہم جائزے سے پاکستان میں کاروبار کرنے والی چھوٹی فرموں کی اپنی آپریشنل سرگرمیوں کو توسیع دینے میں ناکامی کی کچھ اہم وجوہات کا پتہ چلتا ہے۔ مصنفین نے ملکی مارکیٹ پر مبنی فرموں اور برآمدی فرموں دونوں کا احاطہ کرنے کے لیے پنکھا سازی اور کھیلوں کے سامان کی صنعتوں کا سروے کیا۔ اس کا مقصد اس بات کا معائنہ کرنا تھا کہ مختلف عوامل ان فرموں پر کتنے مختلف اثرات مرتب کرتے ہیں۔ یہ رکاوٹیں کم و بیش تمام صنعتوں کو درپیش ہیں جنہیں ذیل میں دیا گیا ہے:

i. انتظام اور جانشینی کی منصوبہ بندی: پاکستان میں چھوٹی فرموں کی نمو اور توسیع میں شاید سب سے بڑی رکاوٹ انتظامی مسائل ہیں۔ ایسی منڈیوں کا بڑا حصہ بے ضابطہ ہوتا ہے اور معاہدے پر عملدرآمد اور جملہ حقوق پر شاذ و نادر ہی عمل کیا جاتا ہے جبکہ پروڈکٹ کی جعلسازی اور افرادی قوت کی جانب سے دھوکہ دہی کے خطرات مسلسل منڈلاتے رہتے ہیں۔ لہٰذا فرموں کے مالکان / سینئر ایگزیکٹوز کاروباری منصوبوں کو اپنی ذات تک محدود رکھتے ہیں اور ذمہ داریاں کسی اور کو منتقل نہیں کرتے۔

ii. سروے کیے جانے والے ایک تہائی اشیا سازوں کا کہنا تھا کہ ہنرمند افرادی قوت کا حصول مشکل ہے: اگرچہ پاکستانی فرموں کو سستی افرادی قوت کی دستیابی کا فائدہ حاصل ہے لیکن مہارتوں کے خسارے کا پھیلاؤ اس کے فوائد کو کافی حد تک زائل کر دیتا ہے۔ ملک میں انسانی سرمائے کی بحیثیت مجموعی کم سطح اور تکنیکی تربیت کی جدید سہولتوں کی کمی، کاروباری سرگرمیوں کا موسمی ہونا جیسے عوامل فرموں کی تلاش اور تربیت کی لاگتوں کو خاصا بڑھانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موسمی سرگرمیاں انجام دینے کا نتیجہ چھوٹی فرموں کے لیے موسم ختم ہونے کے بعد اپنی پیداواری ملازمین کو پے رول پر رکھنے کے لیے درکار سرمائے میں کمی کی صورت میں نکلتا ہے۔

iii. فیصد فرموں نے گذشتہ ایک دہائی کے دوران اپنی مشینری کو اپ گریڈ نہیں کیا تھا: جائزے کے مصنفین کو پتہ چلا کہ فرموں کی پیداواریت کی سطح انتہائی کم اور منجمد تھی اور پرانی مشینری کے استعمال نے اس ضمن میں اہم کردار ادا کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ 92 فیصد فرمیں اندرونی تکنیکی مہارت کے فقدان کی وجہ سے اپنی پیداوار کا کچھ حصہ آؤٹ سورس کر رہے تھیں۔ اپنے فنڈز پر بھاری انحصار (کیونکہ چھوٹی فرمیں معین سرمایہ کاریوں کے لیے شاذ و نادر ہی بینکوں پر انحصار کرتی ہیں) اور لاگت میں مسابقت کی ثقافت کا مطلب ہے کہ مشترکہ تحقیق کا امکان بہت کم ہے۔ اس شعبے میں "تحقیق و ترقی" کے ضمن میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس میں توجہ درآمدی متبادلات اور بڑے فریقوں (جو آپریشنز کے نئے طریقوں میں سرمایہ کاریوں کے معاملے میں نسبتاً زیادہ دلچسپی لیتے ہیں) کی مصنوعات کی معکوس انجینئرنگ پر مرکوز کی جاتی ہے۔

iv. باضابطہ شعبے میں کام کرنے والی ہر فرم کے 28 بے ضابطہ یونٹ تھے: ایس ایم ای کے جز میں بے ضابطگی کی شرح بہت بلند ہے، خاص طور پر برآمدی نوعیت کے شعبے میں۔ کھیلوں کا سامان بنانے والی چھوٹی فرمیں زیادہ تر سیالکوٹ میں قائم ہیں۔ شہر میں اندازاً 360 باضابطہ اور 10,000 سے زائد ایسے بے ضابطہ کاروبار موجود ہیں۔ بے ضابطگی کی بلند سطح ایسے چھوٹے کاروباری اداروں کی دشواریوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ مثلاً، اس جائزے میں فرموں کی بڑی تعداد نے سیلز ٹیکس کی رجسٹریشن کرائی ہوئی تھی۔ تاہم یہ عام شکایت موجود ہے کہ رسد کنندگان چھوٹی فرموں کو رسیدیں فراہم کرنے میں ہچکچاہٹ (مؤخر الذکر کی سودے بازی کی کم طاقت کے سبب) سے کام لے رہے تھے، جس کی وجہ سے وہ بازادائیگی اور رعایات کے حصول کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

v. اشیا ساز ایسی مصنوعات پر توجہ نہیں دیے رہے ہیں جن کا عالمی تجارت میں حصہ 95 فیصد سے زائد ہے: برآمدی نوعیت کی بیشتر فرمیں ایسی مصنوعات تیار کر رہی تھیں جو طلب کے بدلتے ہوئے منظرنامے سے ہم آہنگ نہیں تھیں۔ مثلاً ملک میں کھیلوں کا سامان تیار کرنے والوں کو لیجیے، جنہوں نے اب تک براہ راست کھیلوں کے سامان کی تیاری (جیسے گیندیں اور بیگ) پر توجہ مرکوز کر رکھی ہے، جبکہ "طرز زندگی" کے سامان جیسے ملبوسات اور منسلک لوازمات پر دنیا بھر میں مارجن اور نمو کے زیادہ امکانات موجود ہیں۔

vi. فرموں میں سے کسی نے بھی سرمایہ کاری کے مقاصد سے کمرشل بینکوں سے قرض گیری نہیں کی: چھوٹی فرمیں مالی اداروں سے قرضے لینے میں ہچکچاتی ہیں اور اس کے بجائے وہ یا تو اپنی رقوم (بچت کردہ آمدنی) پر انحصار کرتے ہیں یا مارکیٹ سے قرض لیتے ہیں۔ مارکیٹ کے قرض کا طریقہ کار گردشی نوعیت کا ہے جس میں اشیا ساز رسد کنندگان سے خام مال قرض پر خریدتے ہیں اور آرڈر کے مارکیٹ میں فروخت ہونے کے بعد رقم کی ادائیگی کا وعدہ کرتے ہیں۔ پھر تھوک فروش اشیا سازوں سے ذخائر قرضے پر خریدتے ہیں جس کا دارومدار خردہ فروشوں اور / یا صارفین کو فروخت پر ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں پوری رسدی زنجیر خاص طور پر طلب و رسد کے کسی بھی دھچکے کے مقابلے میں کمزور ہو جاتی ہے، جس سے "بے یقینی" اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ایک شعبے سے وابستہ تمام عاملین کو نقد کا بہاؤ تعطل کا شکار ہو جاتا ہے۔

حوالہ جات:

نازش افراز اور سید تراب حسین اور عثمان خان 2014ء۔ پاکستان میں چھوٹی فرموں کی نمو میں حائل رکاوٹیں: ملکی انجینئرنگ کی منتخب صنعتوں کے معیار کا سروے، لاہور جرنل آف اکنامکس، دی لاہور اسکول آف اکنامکس والیم 19 (خصوصی اشاعت)، صفحات 135 تا 176، ستمبر 2014ء۔

پاکستان میں چھوٹے کاروباری اداروں کی سرگرمیوں کو محدود کرنے والا ایک اہم عامل قرضوں کے باضابطہ ذرائع تک رسائی اور ان کی طلب کا فقدان ہے۔ چھوٹی فرموں کا اندرونی (تحویل میں آمدنی یا مالکان / منتظمین کی عمر بھر کی جمع پونجی) اور مالکاری کے مہنگے غیر رسمی ذرائع (دوستوں اور اہل خانہ سے قرض لینا، رسد کنندہ سے قرض لینا اور صارفین یا غیر رسمی مارکیٹ کے قرض داروں وغیرہ سے لیے گئے قرضے) کے استعمال کے نتیجے میں ان فرموں کے پاس اپنی کاروباری سرگرمیوں میں بروقت توسیع کے لیے مناسب وسائل دستیاب نہیں ہوتے۔ غیر مستعد آپریشنل سرگرمیوں کا مطلب ہے کہ مذکورہ ذرائع سے حاصل ہونے والی بیشتر رقوم جاری سرمائے کی ضروریات کے لیے خرچ کر دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے معین تشکیل سرمایہ میں سرمایہ کاری کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ یہاں پر بانیان / ایگزیکٹوز کی جانب سے حالات کو جوں کا توں برقرار رکھنے کو ترجیح دینے کا نتیجہ ان کی فرموں کے آپریشن کے موجودہ طریقہ کار میں الجھاؤ کی صورت میں نکلتا ہے۔

یہاں لٹریچر میں بھی فرموں کو راشن بندی کرنے والی اور قرضوں کی کمی کا شکار کی الگ الگ حیثیت دی جاتی ہے۔ لیکن قرضے کی راشن بندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرموں کو قرضوں کے غیر رسمی ذرائع تک مناسب رسائی حاصل ہے لیکن وہ قرضوں کے باضابطہ سستے رسمی ذرائع پر بخوشی منتقل ہو جائیں گے اگر اس بارے میں ان کی آگاہی اور بینک کی ترجیح میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ تاہم قرضوں کی کمی کا شکار سے نشاندہی ہوتی ہے کہ فرموں کو قرضوں تک ان کی نمو کی خواہشات کے مطابق مناسب رسائی حاصل نہیں ہے۔ یہ بڑی غیر رسمی معیشت کے حامل ممالک میں چھوٹی اور درمیانی انٹرپرائزز (ایس ایم ایز) کے تجربے سے ہم آہنگ ہے۔[18] پاکستان میں ایس ایم ایز پر مرتکز ایک اور جائزے اور عالمی بینک کے انٹرپرائز سروے کی پینل ڈیٹا کے طور پر تشکیل کو استعمال کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ قرضوں کے باضابطہ ذرائع (کمرشل بینکوں) تک رسائی فرموں کی نمو کی میٹرکس میں بہتری کے ساتھ مسلسل منسلک ہے جبکہ بے ضابطہ ذرائع ایس ایم ایز کی کارکردگی پر منفی اثر ڈالتے ہیں اور بے ضابطہ قرض گیری کے مثبت اثر کے مقابلے میں اس کی شدت کہیں زیادہ ہوتی ہے۔[19]

ایک اور قابل ذکر مسئلہ یہ ہے کہ چھوٹی فرموں کو مالکاری حاصل کرنے کے لیے ایکویٹی منڈیوں تک رسائی نہیں ہوتی جو ان کی نمو کی خواہشات کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ بڑی فرمیں نسبتاً آسانی سے ایسی فنڈنگ حاصل کر لیتی ہیں اور وہ بینک سے اپنے قرضے کی شرح سود کی ادائیگیوں کو کاروباری اخراجات قرار دے سکتے ہیں جن سے ٹیکس کٹوتی کی جاتی ہے۔ اس سے ان کے ٹیکس واجبات میں کمی آ جاتی ہے اور وہ چھوٹی فرموں کے مقابلے میں انہیں فائدہ مند پوزیشن میں لا کر کھڑا کر دیتی ہے جو اس انداز میں غیر رسمی قرض گاری (جو ان کی مالکاری کے اہم حصے پر مشتمل ہوتی ہے) سے استفادہ نہیں کر سکتے۔

آخر میں سب سے اہم بات کہ ایک کم ہنر مند اور کم پیداواری افرادی قوت ملک میں کاروباری اداروں کی نمو اور مسابقت میں رکاوٹ بننے والا ایک تشویشناک عامل ہے۔ تاہم چونکہ انسانی سرمائے کی ترقی کی غیر مناسب سطح بڑی اور چھوٹی دونوں فرموں کو متاثر کر رہی ہے، اس مسئلے کی تفصیلات اگلے سیکشن میں الگ سے بیان کی گئی ہیں۔

7.7 انسانی سرمائے میں نامناسب بہتری اور مسابقت کے اظہاریے اختراع اور نمو کے امکانات میں رکاوٹ ہیں

انسانی سرمایہ ملک میں سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے والا ایک اہم فیصلہ کن عامل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ کاروں کو اپنا کام جاری رکھنے کے لیے مناسب مہارتوں اور صنعت اور آپریٹنگ طریقوں کے کچھ متعلقہ تجربے کی حامل افرادی قوت درکار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں حکومتیں اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے والی ایجنسیاں مقامی افرادی قوت کو جدید مشینیں چلانے کے لحاظ سے پیشہ ورانہ تربیت کے مواقع اور متعلقہ تجربے کی فراہمی پر کام کر رہی ہیں۔ کسی ملک کے ساز گار سرمایہ کاری ماحول میں افرادی قوت کے معیار اور مطابقت پذیری کو بنیادی فیصلہ کن عوامل کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ معیار کا تعین تعلیم، مہارتوں کی تربیت اور آبادی کی صحت کے مجموعی

[18] ماخذ: Banerjee, Abhijit V., and Esther Duflo. "Do firms want to borrow more? Testing credit constraints using a directed lending program." Review of Economic Studies 81.2 (2014): 572-607

[19] حوالہ: خان سلمان۔ "ایس ایم ایز کی نمو پر مالیات کے ذرائع کا اثر: پاکستان سے شواہد۔" فیصلہ 42.1 (2015ء): 3-10۔

معیارات سے کیا جاتا ہے جبکہ مطابقت پذیری کارکنوں میں عالمی قدری زنجیروں کی بدلتی ہوئی ساختوں سے متعلق اپنی مہارتوں کے مجموعے کو ترقی دینے کی صلاحیت سے متعلق ہوتی ہے۔

21 کروڑ نفوس پر مشتمل قوم کی حیثیت سے سستی افرادی قوت کی فراوانی، سرمایہ کاری کی نفع بخش پالیسیوں اور جغرافیائی لحاظ سے تذویراتی پوزیشن کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان خاصی مقدار میں سرمایہ کاری کو متوجہ کر سکتا تھا۔ بدقسمتی سے ملک ان مواقع سے استفادہ کرنے میں ناکام رہا ہے: فی الوقت بیرونی ماخذ رکھنے والی صرف 286 بیرونی کمپنیاں پاکستان میں آپریٹ کر رہی ہے جبکہ ترکی میں بیرونی فرموں کی تعداد 2,422 ہے اور بھارت میں 4,593 فرمیں آپریٹ کر رہی ہیں۔ دونوں ممالک میں بیرونی کمپنیوں کی تعداد پاکستان کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ باب کے آغاز میں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ ان میں سے بیشتر کمپنیوں کے مفادات صارفی کاروباری اداروں (منڈی کے حصول کی سرگرمیوں) اور چند ایک کان کنی اور کوہ کنی (قدرتی وسائل کے حصول کی سرگرمیوں) کی سرگرمیوں سے وابستہ ہیں۔ اشیائے سرمایہ، بھاری مشینری اور آلات، فولاد کا شعبہ اور ٹیکنالوجی کی مصنوعات میں خاطر خواہ بیرونی سرمایہ کاری نہیں ہو سکی جس کے مثبت اثرات مرتب ہو سکتے تھے جن میں نئی ٹیکنالوجی، مجموعی پیداواریت میں بہتری اور مہارت پر مبنی روزگار کی تخلیق شامل ہیں (**شکل 7.8**)۔

شکل 7.8 : مختلف شعبوں میں بیرونی کمپنیوں کی تعداد کا ملکی تقابل

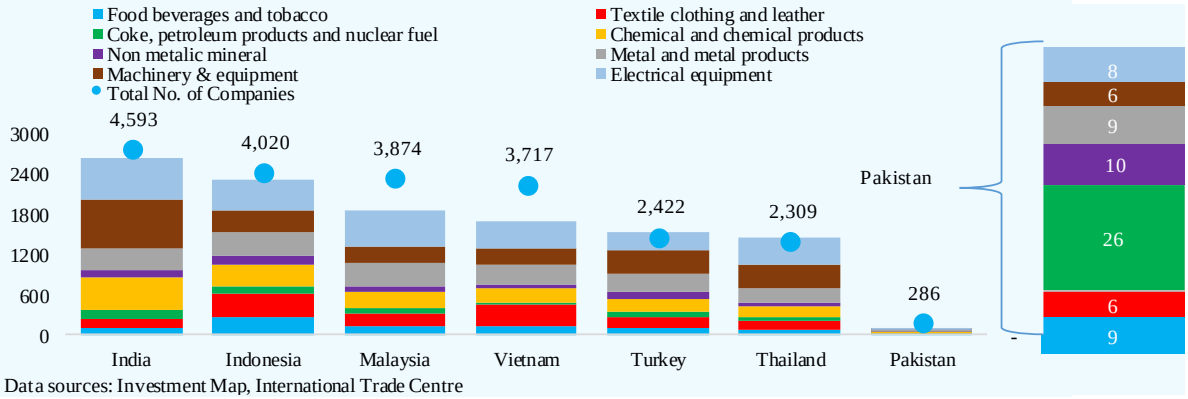

Data sources: Investment Map, International Trade Centre

انسانی سرمائے کے معیارات اور ترقی کے لحاظ سے پاکستان علاقائی اور تقابلی معیشتوں سے پیچھے ہے۔ عالمی بینک کے انسانی سرمائے کے اشاریے اور اقوام متحدہ کے انسانی ترقی کے اشاریے میں ملک کی درجہ بندی بالترتیب 134 ویں (157 ممالک میں سے) اور 150 ویں (189 ممالک میں سے) نمبر پر ہے۔ اسکول میں حصولِ تعلیم کے کم متوقع برسوں سے لے کر بچوں میں غذائی قلت کی بلند شرح جیسے عوامل ان دو اشاریوں میں غیر اطمینان بخش کارکردگی کا سبب ہیں (**جدول 7.8**)۔

جدول 7.8: انسانی سرمائے کا اشاریہ 2018ء اسکور اور درجہ بندی۔ پاکستان کی کارکردگی

اجزا	اسکور	درجہ بندی#
5 برس کی عمر تک بقا	0.93	142
اسکول جانے کی متوقع عمر	8.8	127
ہم آہنگی ٹیسٹ کا اسکور	339	145
سیکھنے سے مطابق شدہ اسکول جانے والے سال	4.8	134
بالغ افراد کی بقا کی شرح*	0.84	93
غیر کامل نمو کی شرح**	0.55	103
مجموعی ایچ سی آئی	**0.39**	**134**

#157 ممالک میں سے

*156 ممالک کا دستیاب ڈیٹا، **109 ممالک کا دستیاب ڈیٹا

ڈیٹا کا ماخذ: عالمی بینک

مزید برآں، گلوبل انٹری پرینیور شپ اینڈ ڈویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ لندن کی شائع کردہ گلوبل انٹری پرینیوریل انڈیکس 2018ء کے مطابق 137 ممالک میں پاکستان کا درجہ 120 واں ہے جو بنگلہ دیش کے علاوہ دیگر علاقائی یا ہمسر ممالک کے مقابلے میں کم ہے (**جدول 7.9**)۔

تمام ذیلی اظہاریوں میں پاکستان کا اسکور بہت کم ہے لیکن اس اشاریے میں شامل خطرے کی قبولیت، نئی فرم شروع کرنے کی مہارتوں اور انسانی سرمائے جیسے اجزا میں خراب کارکردگی خاص طور پر تشویشناک ہے۔

ابتدائی دو اشاریے جاری انتظامی طریقوں، پروڈکٹ پر توجہ اور نمو کے ماڈلز کے حوالے سے فرموں کے عزم کی کمی جبکہ مؤخر الذکر معیشت میں افرادی قوت کی کم ہنرمندی اور پیداواریت کو اجاگر کرتی ہے۔

جدول 7.9: آجریت کا عالمی اشاریہ 2018ء۔ منتخب اظہاریے

ملک	نئی فرموں کی مہارت	خطرے کی قبولیت	نیٹ ورکنگ	ثقافتی اعانت	انسانی سرمایہ	پروڈکٹ میں اختراع	مجموعی اسکور#	عالمی درجہ*
چین	0.24	0.47	0.51	0.33	0.52	1.00	0.41	43
بھارت	0.22	0.40	0.14	0.14	0.29	1.00	0.28	68
فلپائن	0.43	0.34	0.19	0.29	0.44	0.82	0.24	84
ویت نام	0.28	0.07	0.25	0.24	0.46	0.44	0.23	87
سری لنکا	0.16	0.07	0.07	0.12	0.31	0.95	0.22	90
پاکستان	0.06	0.02	0.11	0.21	0.10	0.49	0.16	120
بنگلہ دیش	0.04	0.05	0.10	0.21	0.13	0.04	0.12	134

*137 ممالک میں سے درجہ، #0= بدترین اور 1 = بہترین

ڈیٹا کا ماخذ: عالمی آجریت اور ترقی انسٹی ٹیوٹ (2017ء)

پاکستان میں بیرونی سرمایہ کاری کی مایوس کن صورت حال کا ایک اور اہم سبب اس کا کمزور ادارہ جاتی اور آپریشنل انفراسٹرکچر ہے۔ جیسا کہ **جدول 7.10** میں دیکھا جاسکتا ہے کہ عالمی اقتصادی فورم کے عالمی مسابقت کے اشاریے 2019ء میں پاکستان کی حیثیت انسانی سرمائے اور مارکیٹ کی خصوصیات کے مقابلے میں اختراعی معاون نظام میں بہتر ہے۔ دراصل پاکستان کی کارکردگی بیشتر علاقائی معیشتوں کے مقابلے میں بہتر ہے اور اس کا اسکور بڑی آبادی والی دیگر ابھرتی معیشتوں (جیسے چین اور انڈونیشیا) کے قریب ہے۔ اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ نجی شعبے میں اختراعی صلاحیت اور آپریشنل طریقوں میں بہتری لانے کے امکانات موجود ہیں۔ تاہم پروڈکٹ، افرادی قوت اور مالی منڈی کے معاون نظام اور ملک کے ضوابطی نظام میں پائی جانے والی مجموعی خامیاں ان صلاحیتوں کو محدود کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

جدول 7.10: عالمی مسابقتی اشاریہ۔ 2019ء (درجہ/141)

	انسانی سرمایہ				منڈیاں				اختراعی معاون نظام	
معیشت	مجموعی درجہ بندی	صحت	مہارتیں	پروڈکٹ کی منڈی	افرادی قوت کی منڈی	مالی نظام	مارکیٹ کا حجم	کاروبار کے تحرکات	اختراعی استعداد
چین	28	40	64	54	69	30	1	43	24
انڈونیشیا	50	96	65	49	82	52	8	30	68
ترکی	61	42	78	76	111	65	13	76	47
بھارت	68	110	107	101	103	40	3	69	35
برازیل	71	75	96	124	105	55	10	67	40
سری لنکا	84	43	66	131	118	87	58	70	84
ایران	99	72	92	133	140	123	21	132	71
بنگلہ دیش	105	93	117	119	121	106	36	121	105
پاکستان	**110**	**115**	**125**	**126**	**120**	**99**	**29**	**52**	**79**

ڈیٹا کا ماخذ: عالمی مسابقتی رپورٹ 2019ء، عالمی اقتصادی فورم

ملک کی محدود مالیاتی گنجائش کے باعث ایسے شعبوں میں سرمایہ کاری کے لیے بہت کم فنڈز بچتے ہیں جن سے ملک کی مسابقت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے مثلاً تعلیم، انفراسٹرکچر، تکنیکی تربیت، تحقیقی ادارے وغیرہ۔ علاوہ ازیں، نجی شعبہ (بیشتر مقامی شرکا) عالمی منڈیوں میں جاری اختراعات اور ٹیکنالوجی میں ہونے والی تبدیلیوں سے

غافل رہا ہے۔ ٹیکنالوجی کی منتقلی کی کم سطح اور ہنر مند افرادی قوت کی کمی نے نجی شعبے کو سرمایہ نوعیت کی ٹیکنالوجیوں میں سرمایہ کاری کا موقع نہیں دیا۔ علاوہ ازیں، مسابقت میں مسلسل اضافے، عالمگیریت اور دیگر ممالک کی ٹیکنالوجی میں ترقی نے مقامی صنعت کے لیے اپنے وجود کو قائم رکھنا دشوار بنا دیا ہے۔[20]

7.8 حالیہ بہتری خوش آئند ہے۔۔۔

2019ء میں پاکستان کی کاروبار کرنے کی درجہ بندی میں 11 پوائنٹس کا اضافہ دیکھا گیا۔ یہ نمایاں بہتری تین بڑے اجزا میں اہم اصلاحات کے باعث ممکن ہو سکی جن میں 'کاروبار شروع کرنا'، 'جائیداد رجسٹر کرنا' اور 'نادہندگی کا حل نکالنا' شامل ہیں۔ ایف بی آر کے صوبائی حکام اور دیگر وفاقی ایجنسیاں جیسے بورڈ آف انویسٹمنٹ اور ای او بی آئی اجتماعی طور پر اس ترقی سے استفادے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ان اصلاحات کو **جدول 7.11** میں دکھایا گیا ہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ 2020ء میں کاروبار کرنے کی عالمی درجہ بندی میں سرفہرست 20 بہتر کارکردگی دکھانے والے ممالک میں پاکستان کو شامل کیا گیا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان نے دس میں سے چھ شعبوں میں بہتری دکھائی ہے جن میں کاروبار شروع کرنے، تعمیراتی ٹھیکوں سے نمٹنے، بجلی کے حصول، جائیداد کی رجسٹریشن، ٹیکسوں کی ادائیگی اور سرحد پار تجارت شامل ہیں۔

مزید برآں، بورڈ آف انویسٹمنٹ بھی ایک ایسے پلیٹ فارم کے ڈیزائن کی تیاری میں مصروف ہے جس کے ذریعے ملک میں موجودہ سرمایہ کاروں سے رابطہ کرنے اور پیش رفت پر نظر رکھنے میں مدد ملے گی۔ اس کا مقصد ایجنسی کی بعد میں دیکھ بھال اور پالیسی کی مشاورتی سہولتوں میں بہتری لانا ہے۔ بورڈ آف انویسٹمنٹ نے ملک کے بعد میں دیکھ بھال کے انفراسٹرکچر میں توسیع کے لیے حال ہی میں اقدامات کرنا شروع کیے ہیں۔ ان میں ملک سے مخصوص اور نظری ڈیسکوں کا قیام شامل ہیں جس کے تحت بورڈ میں تخصیصی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جو یا تو بعض ترجیحی شعبوں کے بارے میں یا پھر ان ممالک (جیسے چین) کے سرمایہ کاروں کی مدد کریں گی جن سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری موصول ہوتی رہی ہے یا پھر اس کے بلند رہنے کی توقع ہے۔ دیگر اصلاحات میں شکایات نمٹانے کے ایک ڈجیٹل پورٹل کی شروعات ہے جسے اب تک 8,531 شکایات موصول ہوئی ہیں جن میں سے 8,312 متعلقہ اداروں یا ایف بی آر جیسے متعلقہ محکموں کو بھجوا دی گئیں جبکہ بی او آئی سے متعلق بقیہ 211 شکایات کو حل کیا گیا۔ آئی پی اے نے ارنسٹ اینڈ ینگ کے تعاون سے ملک کے اہم ترجیحی شعبوں (ٹیکسٹائلز، آئی ٹی، آئی ای ایس، غذا کی پروسیسنگ، گاڑیوں، گاڑیوں کے پرزوں اور نقل و حمل کے شعبے) کی نشاندہی میں مدد دینے کے لیے نظری جائزے بھی کیے ہیں۔ ایس ڈبلیو او ٹی نے ایک تجزیہ کیا جس کی معلومات بی او آئی مقامی اور بیرونی کاروباری برادری کو درپیش خدشات دور کرنے کے لیے استعمال کرے گا تاکہ مزید بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے کے لیے ماحول کو زیادہ سازگار بنایا جا سکے۔

ٹیکسوں میں ایف بی آر متعدد اصلاحات متعارف کرا چکا ہے (تفصیلات کے لیے دیکھیے **جدول 7.12**)۔ دو اقدامات خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ پہلا، ٹیکسوں سے متعلق ادائیگیوں کو 47 سے کم کر کے 21 کر دیا گیا جس کے لیے فائلنگ اور وفاق کے زیر انتظام تمام ٹیکسوں (کارپوریٹ اور قدر اضافی ٹیکس دونوں) کو الیکٹرانک ادائیگی کے قابل بنایا گیا ہے۔[21] دوسرا، چھوٹی فرموں کے لیے کارپوریٹ انکم ٹیکس کی شرح کو کم (2018ء کے 25 فیصد سے 2019ء میں 24 فیصد پر) کر دیا گیا ہے۔ تاہم ایف بی آر کے برعکس صوبائی حکام زیر جائزہ مدت کے دوران ٹیکسوں کے انتظام کے نظام میں کوئی بھی بہتری نہیں لا سکے۔

[20] گذشتہ چند برسوں سے ناسازگار ماحول کے نتیجے میں پاکستان اسٹیل ملز سمیت متعدد صنعتی اداروں کو مکمل بندش کا سامنا کرنا پڑا ہے جبکہ دیگر کو سنگین مالی اور آپریشنل مسائل درپیش رہے ہیں جیسے پاکستان مشین ٹول فیکٹری، ہیوی مکینکل کمپلیکس ٹیکسلا وغیرہ۔ علاوہ ازیں، نجی شعبے کے مختلف صنعتی یونٹوں کے آپریشنز بھی چینی کمپنیوں سے سخت مسابقت کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں۔

[21] الیکٹرانک ادائیگیوں میں کسی ایک مقررہ سال میں تعداد سے قطع نظر ادائیگیوں کی تعداد کو ایک سال میں ادا کی جانے والی ٹیکس ادائیگی شمار کیا جاتا ہے۔

جدول 7.11: کاروبار کرنے کے اظہاریوں پر عالمی بینک کی رپورٹ میں درج مختلف اظہاریوں میں اصلاحات

سال	اصلاحات	کاروبار کرنے کے اظہاریے پر اثر
	کاروبار شروع کرنا	
2018ء	پاکستان نے کمپنی کی انکارپوریشن کے لیے ڈجیٹل دستخط کے حصول کی شرط کو ایک کم مہنگے ذاتی شناختی نمبر سے تبدیل کرکے کاروبار کرنے میں آسانی پیدا کی ہے۔ اس تبدیلی کا کراچی اور لاہور دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔	مثبت
2019ء	پاکستان نے آن لائن ون اسٹاپ رجسٹریشن نظام میں بہتری لانے، انکارپوریشن کے مختلف فارموں کو ضم کرکے واحد درخواست کی شکل دینے اور ٹیکس اتھارٹی اور رجسٹری کے درمیان معلومات کے تبادلے کے قیام سے کاروبار میں آسانی پیدا کی ہے۔ اس تبدیلی کا کراچی اور لاہور دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔	مثبت
	املاک رجسٹر کرانا	
2011ء	پاکستان نے سرمایہ جاتی قدر ٹیکس کو دگنا کرکے 4 فیصد کردیا جس سے املاک کی رجسٹریشن زیادہ مہنگی ہوگئی	منفی
2017ء	پاکستان ملکیت اور اراضی کے ریکارڈز کو ڈجیٹل بناکر اراضی کے انتظام کے معیار میں بہتری لایا ہے۔	مثبت
2018ء	پاکستان (کراچی) نے فیس کے شیڈول اور املاک کی رجسٹریشن کے لیے دستاویزات کی فہرست آن لائن جمع کرانے کے ذریعے اراضی کی رجسٹریشن کے عمل میں شفافیت کو مزید بہتر بنایا ہے۔	مثبت
2019ء	پاکستان (لاہور) نے انتظامی طریقوں کی خودکاری اور انہیں مرکزی دھارے سے ہم آہنگ کرنے اور اپنے اراضی کے انتظام کے نظام کی شفافیت میں اضافے کے ذریعے املاک کی رجسٹریشن کو آسان بنایا ہے۔ پاکستان (کراچی) نے املاک رجسٹری میں شفافیت بڑھاکر املاک کی رجسٹریشن کو آسان بنایا ہے۔	مثبت
	قرضے کا حصول	
2017ء	پاکستان نے قانون کے ذریعے ضمانت دیتے ہوئے قرضہ جاتی معلومات تک رسائی کو بہتر بناکر انہیں اپنے ڈیٹا کا معائنہ کرنے کا قرض گیر کا حق دیا ہے۔ کریڈٹ بیورو نے بھی اپنے قرض گیر کی کوریج میں اضافہ کیا ہے۔ اس کا اطلاق کراچی اور لاہور دونوں پر ہوتا ہے۔	مثبت
	سرحد پار تجارت	
2011ء	پاکستان نے کراچی پورٹ کے حکام اور نجی ٹرمینلز کے درمیان الیکٹرانک رابطہ کاری میں بہتری لاتے ہوئے برآمدات کے وقت میں کمی کی ہے، جس سے نئے آلات متعارف کراتے ہوئے کارکردگی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔	مثبت
2015ء	پاکستان نے درآمدی اور برآمدی دستاویزات جمع کرانے کے لیے ایک مکمل خودکار، کمپیوٹرائزڈ نظام (ویب بیسڈ ون کسٹمر سسٹم) متعارف کراکر سرحد پار تجارت میں آسانی پیدا کی ہے۔ اس کا اطلاق کراچی اور لاہور دونوں پر ہوتا ہے۔	مثبت
2017ء	پاکستان نے اپنے الیکٹرانک کسٹمز پلیٹ فارم میں توسیع کے ذریعے برآمد اور درآمد میں آسانی پیدا کی ہے۔ اس کا اطلاق کراچی اور لاہور دونوں پر ہوتا ہے۔	مثبت
2018ء	پاکستان نے نئے کنٹینر ٹرمینل کی تیاری اور الیکٹرانک دستاویزات جمع کرانے کے لیے کسٹمز کے پلیٹ فارم میں توسیع سے درآمد اور برآمد میں آسانی پیدا کی ہے۔ اس کا اطلاق کراچی اور لاہور دونوں پر ہوتا ہے۔	مثبت
	ٹیکسوں کی ادائیگی	
2012ء	پاکستان نے چھوٹی فرموں کے لیے منافع ٹیکس کی شرح میں اضافہ کیا۔	مثبت
	اقلیتی سرمایہ کاروں کو تحفظ کی فراہمی	
2018ء	پاکستان نے متعلقہ فریقوں کے ساتھ مفرلین دین کے معاملے میں ڈائریکٹروں پر مقدمہ دائر کرنے میں آسانی پیدا کرکے اقلیتی سرمایہ کاروں کے تحفظ کو بڑھایا ہے۔ اس کا اطلاق کراچی اور لاہور دونوں پر ہوتا ہے۔	مثبت
	نادہندگی کا حل	
2019ء	پاکستان نے تنظیم نو کا طریقہ کار متعارف کرانے اور نادہندگی کی سماعتوں کے دوران قرض دہندہ کے کاروبار کے تسلسل میں بہتری لاتے ہوئے نادہندگی کے حل کو آسان بنایا ہے۔ اس کا اطلاق کراچی اور لاہور دونوں پر ہوتا ہے۔	مثبت

ڈیٹا کا ماخذ: عالمی بینک، کاروبار کرنے میں آسانی میں اصلاحات کا ڈیٹا بیس

مذکورہ بالا اقدامات سے پاکستان میں بے ضابطہ معیشت کے حجم کو کم کرنے کے سلسلے میں حکومتی اقدامات کو تقویت ملی ہے۔ یہ کام دو متوازی پالیسی اقدامات سے کیا جارہا ہے۔ پہلا، نان فائلروں کی جانب سے زمین کی خریداری پر پابندی عائد کرنے اور غیر منقولہ املاک کی قدر پیمائی کے نرخوں میں اضافے سے رئیل اسٹیٹ جیسے غیر پیداواری اجزا سے توجہ پیداواری صنعتوں کی طرف منتقل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹیکس حکام پاکستان میں رجسٹرڈ کاروباری اداروں کی جانب سے غیر رجسٹرڈ کاروباری اداروں / افراد کو فروخت کو دستاویزی بنانے کے لیے فعال انداز میں کام کررہے ہیں۔ ابتدائی طور پر رجسٹرڈ افراد کے لیے ضروری تھا کہ وہ اشیا کی

فروخت کے وقت سیریل نمبر کی حامل ٹیکس انوائس جاری کریں۔ ایسی انوائسز میں نام، پتہ اور رسد کنندہ اور اشیا وصول کرنے والے کے رجسٹریشن نمبر، انوائس کے اجرا کی تاریخ، تفصیل اور اشیا کی مقدار، اطلاق شدہ سیلز ٹیکس کی قدر اور جی ایس ٹی کے ساتھ اور اس کے بغیر قیمت شامل تھیں۔

سیلز ٹیکس ایکٹ 1990ء کی ترامیم میں شرائط کی مزید تفصیل بیان کی گئی ہے اور رجسٹرڈ افراد کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ سیلز ٹیکس کے لیے ایف بی آر کے رجسٹرڈ وصول کنندگان کی تفصیلات درج کرنے کے ساتھ ساتھ غیر رجسٹرڈ وصول کنندگان کے قومی شناختی کارڈ یا این ٹی این نمبر کا اندراج کرے۔[23]

جدول 7.12: ٹیکسوں کی ادائیگی میں اصلاحات[22]

اعلامیوں کی برقی فائلنگ

ایف بی آر کے ویب پورٹلز کے ذریعے انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس گوشوارے جمع کرانا

انکم ٹیکس گوشواروں، سیلز ٹیکس گوشواروں اور دولت کے گوشواروں کے لیے آف لائن موڈ میں اعلامیوں کی تیاری متعارف کرائی گئی

ٹیکس گذار اور حکام خط و کتاب برقی طور پر آئی آر آئی ایس کے ذریعے بھیجتے اور وصول کرتے ہیں

انکم ٹیکس کے ترمیمی قوانین: ٹیکس دہندگان خود انکم ٹیکس گوشواروں پر نظر ثانی کر سکتے ہیں۔ (انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء کی شق 114(6)۔

آن لائن نظام نے انکم ٹیکس درستگی پر عملدرآمد کے وقت میں کمی کر دی

اثر: فائلنگ کے بعد کا اشاریہ

ٹیکسوں کی برقی ادائیگی، فراہمی کے متبادل ذرائع کے ذریعے

انٹرنیٹ بینکاری، اے ٹی ایم، موبائل بینکاری اور فراہمی کے متبادل ذرائع کے ذریعے رابطہ مراکز سے ٹیکسوں کی ادائیگی

انکم ٹیکس ادائیگیوں میں کمی

سیلز ٹیکس ادائیگیوں میں کمی

اثر: ٹیکسوں کی مجموعی تعداد اور اداشدہ حصہ

قدر اضافی ٹیکس کی بازادائیگی

صفر درجہ رسد۔ آگے لے جانے کی کوئی مدت نہیں

بازادائیگی کے 85 فیصد دعووں کی آن لائن فائلنگ

اخراجات بازادائیگی نظام (ای آر ایس) کی وسعت میں توسیع

قدر اضافی ٹیکس بازادائیگی کے دعووں پر قطار پر مبنی آڈٹ کا شروع نہ ہونا

بازادائیگی کی رقم کی بینک کے ذریعے براہ راست منتقلی

اثر: بعد از فائلنگ اشاریہ

ڈیٹا کا ماخذ: ایف بی آر

پاکستان میں ایس ایم ای کے شعبے کو فروغ دینے کے لیے حکومت اور اسٹیٹ بینک مشترکہ کوششیں کر رہے ہیں اور اس ضمن میں متعدد اقدامات کیے گئے جن میں شامل ہیں: (i) ایس ایم ای مالکاری کے سالانہ اہداف مقرر کرنا اور بینکوں کو ایس ایم ای مالیات کی حکمت عملی تشکیل دینے کی ہدایت (ii) چھوٹی اور دیہی انٹرپرائزز کے لیے قرضہ ضمانت اسکیمیں متعارف کرانا (iii) چھوٹی اور درمیانے درجے کی کاروباری انٹرپرائزز کی جدت طرازی کے لیے نومالکاری سہولت کا اعلان (iv) نئے کاروبار شروع کرنے کے لیے وزیر اعظم کی یوتھ بزنس لون اسکیم کا تسلسل (v) ایس ای سی پی کی طرف سے چھوٹی اور درمیانے درجے کی کاروباری انٹرپرائزز کو مخاطرہ سرمایہ اور نجی ایکویٹی فنڈز جمع کرنے میں سہولت کی فراہمی اور (vi) بعض وزارتوں اور ایوان ہائے تجارت و صنعت وغیرہ میں سہولت کاؤنٹروں کی تشکیل۔

افرادی قوت کی ملکی منڈی کی کشش بڑھانے کے ساتھ ساتھ معیار اور مطابقت پذیری کی خصوصیات میں بہتری لانے کے لیے حکومت نے سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام اور سی پیک کے تحت بعض پروگرام شروع کیے ہیں۔ مثلاً، نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن (این اے وی ٹی ٹی سی) آف پاکستان سرکاری طور پر وضع کردہ مہارتوں کی زمرہ بندی اور تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت سے وابستہ اداروں کی جانچ کا پیمانہ متعارف کرانے جا رہا ہے جس سے افرادی قوت کی ملکی منڈی میں تقرری اور مہارت کی موزونیت کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ توقع ہے کہ اس سے معیشت میں بیروزگاری کی موزونیت کی لاگتیں کم کرنے اور تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت سے وابستہ اداروں کو زیادہ جوابدہ بنانے میں مدد ملے گی۔ سی پیک اقدام کے تحت ایک اور خوش آئند پیش رفت ہوئی ہے جس کے تحت متعلقہ حکومتی ادارے مقامی افرادی قوت کی تکنیکی مہارت سازی کے لیے پاکستان میں کام کرنے کی خواہش مند چینی فرموں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں تاکہ انہیں مختلف پروگراموں کے تحت کام کرنے کے لیے تیار کیا جا سکے۔ اس میں پیشہ ورانہ تربیت (جیسے گوادر میں پاک چین ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کی تعمیر)، دونوں ممالک کے درمیان مشترکہ بیان کے

[22] ایف بی آر نے ان اقدامات کی نشاندہی ایک پریزینٹیشن میں کی ہے جو ایف بی آر کی ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ ای او ڈی بی کی مالی سال 2019ء کی درجہ بندی میں ان اقدامات کو شامل نہیں کیا گیا۔ قاطع تاریخوں کی وجہ سے امکان ہے کہ ان میں سے کچھ اصلاحات کے اثرات ای او ڈی بی کی 2020ء کی درجہ بندی میں شامل نہیں ہوں گے۔

[23] اس شق میں 50,000 روپے تک کی فروخت میں نرمی کی گئی، اگر استفادہ کنندہ ایک عام صارف ہے (یعنی ایک شخص جو اپنے استعمال کے لیے اشیا خرید رہا ہے اور وہ انہیں دوبارہ فروخت نہیں کرے گا)۔

مطابق یونی ورسٹی اور کالج کے طالب علموں کے لیے اسکالر شپس اور تبادلے کے پروگرام اور پاکستان کے ٹیکنالوجی پلیٹ فارموں کی کوششوں میں اشتراک (جیسے علی بابا ای فاؤنڈرز فیلوشپ پروگرام کا نیشنل انکوبیشن سینٹر کراچی سے اشتراک) شامل ہیں۔

7.9۔۔۔ لیکن ابھی مزید اقدامات درکار ہیں

اگرچہ جو مذکورہ بالا پالیسی اقدامات اور اصلاحات کی سمت درست ہے لیکن ابھی کچھ ایسے شعبے موجود ہیں جن پر اگر توجہ دی جائے تو اس سے ملک میں سرمایہ کاری کے مجموعی ماحول کو بہتر بنانے کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں کو مزید تقویت ملے گی۔ درج ذیل ذیل سیکشنوں میں اس کی مزید تفصیلات دی گئی ہیں۔

مربوط اور پائیدار پالیسی فریم ورک درکار ہے

پالیسی کے تناظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ سرمایہ کاری کے قوانین پر نظر ثانی کی جائے، انہیں حالیہ بہترین روایات کی روشنی میں جدید بنایا جائے اور پھر سرمایہ کاری پالیسی کی دستاویز کو اس سے ہم آہنگ کیا جائے۔ بہتر ہو گا کہ تین پالیسی دستاویزات کو ایک واحد جامع فریم ورک میں ضم کر دیا جائے جس سے موجودہ اور ممکنہ سرمایہ کاروں کو درپیش الجھاؤ اور بے یقینی کا خاتمہ کرنے میں خاطر خواہ مدد ملے گی۔

ایک اور ضروری کام پرانے دوطرفہ سرمایہ کاری سمجھوتوں پر دوبارہ مذاکرات کرنا ہے جن پر پاکستان نے دیگر معیشتوں کے ساتھ دستخط کر رکھے ہیں تاکہ انہیں جدید معیارات سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔ جیسا کہ پچھلے سیکشنوں میں بتایا گیا ہے کہ قابل اطلاق قوانین کے کم از کم معیار، بالواسطہ اور بلاواسطہ ضبطی کی واضح تعریف، ادائیگیوں کے توازن میں مشکلات سے متعلق مراحل میں خصوصی قابل اطلاق شقوں اور صحت، افرادی قوت اور مقامی حالات کے نتیجے میں سرمایہ کاروں اور ملک کے درمیان تنازع کے تصفیوں کے واقعات میں کمی آئے گی۔[24]

وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان تعاون میں اضافے کی بھی ضرورت ہے خاص طور پر اس لیے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد سرمایہ کاریاں اب صوبوں کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔ اس طرح ضوابطی حدود کی کثرت سے پیدا ہونے والے مسائل کم رکھنے میں مدد ملے گی۔ تعاون میں اضافہ بھی مسائل سے نمٹنے کے لیے معاون ثابت ہو گا اور سرمایہ کاروں اور صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے درمیان مذاکرات میں سہولت ہو گی۔ اس ضمن میں آئی پی ایز ضوابطی رکاوٹوں کے متعلق شکایات رجسٹر کرانے کے لیے ایک ذریعہ فراہم کر کے سرمایہ کاروں کو درپیش عملدرآمد کے تقاضوں میں کمی لاسکتے ہیں اور پھر وہ متعلقہ حکام کو اس کے حل کی ہدایات دے سکتے ہیں۔

انسانی سرمائے کی اعلان شدہ پالیسیوں کو مشترکہ طور پر نافذ کیا جانا چاہیے

ملک میں انسانی سرمائے کی صورت حال میں بہتری لانے اور اس سے افرادی قوت کی پیداواریت بڑھانے کے لیے مضبوط تعاون درکار ہے۔ جیسا کہ پچھلے جائزوں میں زور دیا گیا ہے کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ سرکاری شعبے سے مہارت سازی کے پروسیس کا نظم و نسق چلانے کے لیے وسیع البنیاد پالیسی وضع کی جائے تاکہ اس میں پیش رفت کو قومی مقاصد سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔ حال ہی میں سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا روزگار میں اضافے، کام کرنے کا ایک محفوظ اور صحت مندانہ ماحول فراہم کرنے، روزگار میں صنفی مساوات یقینی بنانے اور متعلقہ افرادی قوت کی تربیت عبوری دور سے گزرنے والی معیشت کے تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے کے حوالے سے اپنی پالیسیاں متعارف کرائی ہیں۔ یہ ایک قابل تعریف اقدام ہے لیکن اہم بات یہ ہے کہ ان پالیسیوں سے مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ انہیں ان کی روح کے مطابق نافذ بھی کیا جائے۔

[24] یہاں اس بات پر زور دینا ضروری ہے کہ تجارت کے مختلف دوطرفہ سمجھوتوں کو پاکستان کے سرمایہ کاری قوانین کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے۔

ان کے اثرات وسیع کرنے کے لیے تربیتی پروگراموں کو سرگرمی سے فروغ دینا ہوگا کیونکہ فی الوقت پاکستان میں صرف 8 فیصد کارکنوں کو ووکیشنل اداروں کی جانب سے ملازمت پر کام کے حوالے سے کسی قسم کی تربیت فراہم کی جارہی ہے اور اس میں سے بیشتر غیر مصدقہ نوعیت کی ہیں۔[25] اس میں ایک اہم رکاوٹ ثانوی یا اعلیٰ ثانوی تعلیم (وزارت برائے وفاقی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت کے مطابق مجموعی آبادی کا 6.5 فیصد) حاصل کرنے والے کارکنوں کی خاصی کم تعداد ہے جو کہ ملک میں قائم بیشتر مصدقہ ووکیشنل تربیتی پروگراموں میں داخلے کی ایک اہم شرط ہے۔

ٹیکس اقدامات کا واضح ابلاغ ان کے کامیاب نفاذ کے لیے کلیدی حیثیت رکھتا ہے

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ حکومت ٹیکس پالیسی کے حوالے سے درکار بیشتر اصلاحات کو نافذ کر رہی ہے لیکن یہ بات بھی اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے کہ حکومتی اقدامات کے پیچھے کارفرما مقاصد کی وضاحت کے لیے ابلاغ کی کوششوں میں بھی خاصا اضافہ کیا جائے تاکہ مجوزہ طریقوں کا جواز مہیا کیا جاسکے۔ مجوزہ اقدامات کے خلاف بے چینی اور ان کی مخالفت کا ایک بڑا سبب کاروباری برادری کی جانب سے دفعات اور ترامیم کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیاں ہیں۔

اگرچہ ایف بی آر وضاحتی سرکلر جاری کرتا ہے اور مختلف فورموں اور مقامات پر متعلقہ امور کی وضاحت اور رائے جاننے کے لیے کاروباری برادری سے تبادلہ خیال کرتا ہے لیکن یہ بات اہم ہے کہ ابلاغ کے ایسے ذرائع کو مزید تقویت دی جائے اور انہیں دو فریقوں کے درمیان مذاکرات کا ایک مستقل حصہ بنا دیا جائے۔ ایک تجویز مختلف قوانین، ایس آر اوز اور نافذ شدہ پالیسی دستاویزات کی غیر تکنیکی، مختصر اردو مضامین کی صورت میں دستیابی ہے تاکہ اس پیغام کی اس کے ماخذ (ٹیکس حکام) سے براہ راست جتنی ممکن ہوسکے سہل انداز میں ترسیل میں مدد مل سکے۔ یہ اقدام پالیسیوں کو مؤثر انداز میں قبول کرنے اور ان کے نفاذ، پالیسی وکالتی ذرائع کی شفافیت کو تقویت دینے اور دراصل معیشت میں ضوابطی اور پالیسی پر بداعتمادی اور بے یقینی کم کرنے کے حوالے سے کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔

بلند نمو کے امکانات کی حامل فرموں کی شناخت اور انہیں سہولتیں دینے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے

یہاں اس بات پر زور دینا ضروری ہے کہ ایس ایم ای مالکاری اور انہیں سہولت دینے پر عمومی توجہ سے اوسط درجے کے فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ بیشتر چھوٹی اور درمیانے درجے کی انٹرپرائزز (پاکستان کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک میں بھی) انتظامی خرابیوں کی وجہ سے اوسطاً کم پیداواریت کی حامل ہیں اور ان کی آپریشنل توجہ متروک مصنوعات پر مرتکز رہتی ہے۔ مزید برآں، ترقی یافتہ معیشتوں (جیسے امریکہ اور برطانیہ) کے تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ عمومی طور پر اختراع اور تشکیلِ سرمایہ کی سرگرمیوں کا ایک اہم محرک ایس ایم ای کا شعبہ نہیں بلکہ خاص طور پر پوری صنعت میں شامل بلند نمو کی حامل بڑی انٹرپرائزز ہیں۔[26] یہ بات بھی واضح ہے کہ زائد اخراجات اور فنڈز کو غیر متناسب انداز میں چھوٹی فرموں کے لیے مختص کرنے کا نتیجہ ترقی یافتہ معیشتوں کے مقابلے میں ان معیشتوں میں پیداواری عامل کے مسلسل بڑھتے ہوئے فرق کی صورت میں نکلتا ہے۔[27]

بالفاظ دیگر چھوٹے اور درمیانے درجے کی کاروباری انٹرپرائزز میں سرمایہ کاری کو معاشی خوشحالی حاصل کرنے کے لیے ایک ضروری جواز قرار دیا جاتا ہے جس میں توجہ بلند نمو کے امکانات رکھنے والی فرموں کی شناخت اور پھر انہیں رہنمائی اور معاونت کی فراہمی پر مرکوز کی جاتی ہے۔ لہٰذا، قرضہ جاتی پالیسیوں اور ٹیکس ترغیبات پر اس کی

---

[25] حوالہ: "نمو اور ترقی کی مہارتیں۔ نیشنل ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل ایجوکیشنل اور ٹریننگ پالیسی کا مسودہ۔" دی نیشنل ٹی وی ای ٹی پالیسی ٹاسک گروپ کی ایک مشاورتی دستاویز (2014ء)۔ یہ دستاویز وزارت برائے وفاقی تعلیم اور تربیت پاکستان کی ویب سائٹ پر دستیاب ہے: http://www.moent.gov.pk/mopttm/userfiles1/file/Final%20Consult%20Paper%20of%20TEVT%20Policy.pdf

[26] حوالہ: این ای ایس ٹی اے (نیشنل اینڈومنٹ برائے سائنس، ٹیکنالوجی اور آرٹس)۔

NESTA (National Endowment for Science, Technology and the Arts).2010 <Vital Growth: The Importance of High Growth Businesses to Recovery". Research Summary, March. Available online at https://media.nesta.org.uk/documents/vital_growth.pdf (accessed 22 August 2019).

[27] حوالہ: چین تائی ایچ، کلینو، پی، (2009ء)، "بھارت اور چین میں ٹی ایف پی میں غلط حصہ بندی اور مینوفیکچرنگ۔" The Quarterly Journal of Economics 124.4: 1403-1448 ۔

روشنی میں نظر ثانی کرتے ہوئے ایسی فرموں کو انعام دیا جائے جو عزم کا مظاہرہ کریں اور دیگر کو پیداواریت بڑھانے اور بامقصد سرمایہ کاریوں کی روشنی میں ترغیبات دی جائیں تاکہ اپنے زیادہ کامیاب ہم منصب ممالک کے مساوی ترقی کر سکیں۔

آخر میں معیشت کے اہم اجزا کی اہم سرمایہ کاریوں میں ریاست کے کردار میں اضافہ کیا جانا چاہیے

"مارکیٹ کی ناکامیوں" کی درستگی اور اختراع کی کوششیں نجی شعبے پر چھوڑنے کے لحاظ سے حکومتی مداخلت کے سہولت پر مبنی تناظر پر وسیع اتفاق رائے موجود ہے تاہم تشکیل سرمایہ کی سرگرمیوں کے لحاظ سے سرکاری شعبے کے کردار پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے ضروری ہے کہ حکومت پہلے نجی سرمایہ کاروں کی جانب سے انجام دی جانے والی ممکنہ اختراعی سرگرمیوں کو ممکن بنانے کے لیے ایک مکمل "معاون نظام" وضع کرے۔

مزید برآں، حکومت کو نجی شعبے کے آپریشنز میں سہولت دینے کے لیے وسیع تر کردار ادا کرنا چاہیے۔ تاریخی لحاظ سے جو ممالک اپنی معیشتوں میں سرمایہ کاریوں اور اختراعات کی سطح کو بڑھانے میں کامیاب ہوئے ہیں وہاں کے سرکاری شعبے نے معیشت کے بامقصد اجزا میں سرمایہ کاری اور کلیدی انفراسٹرکچر کی ترقی میں قائدانہ کردار ادا کیا جس کے نتیجے میں نجی شعبے میں مزید سرمایہ کاریوں کو متوجہ کرنے کا موقع ملا۔ مثلاً، ستر اور اسی کی دہائی میں جاپان کی ترقی کو وہاں کی حکومت کی جانب سے مضبوط اور سازگار پالیسیوں پر توجہ مرتکز کرنے کے ساتھ ساتھ کاروباری اداروں، تعلیمی اداروں اور حکومتی وزارتوں کے درمیان سہ فریقی روابط استوار کرنے سے منسوب کیا جاسکتا ہے جیسے وزارت بین الاقوامی تجارت وصنعت۔ حکومت کی جانب سے ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجیوں اور نیٹ ورکس کو ترقی دینے کے امور سیکھنے کے لیے شہریوں کو بھیجنے کا حکومتی اقدام بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے جس کے ذریعے جاپان کے دیوپیکر کاروباری اداروں کو اس دور میں آئی بی ایم، جنرل الیکٹرک اور زیروکس جیسی مستحکم فرموں کی قدری زنجیروں کی طرح مربوط بنانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ اسی طرح مشرقی ایشیا کی "معجزاتی" معیشتیں بھی خود کو سست رفتار معاشی نمو اور کم ترقی پر انحصار کے چنگل سے نکالنے اور ترقی یافتہ معیشتوں کے قریب لانے میں کامیاب رہیں جس کا ایک اہم سبب سرکاری شعبے کی جانب سے صنعت کاری مہم کی قیادت کرنے کے عملی طرز فکر کو اختیار کرنا اور عالمی منڈیوں میں مسابقتی برتری حاصل کرنے کا امکان رکھنے والی مقامی صنعتوں (فاتحین کے انتخاب سے) کو تحفظ کی فراہمی پر مبنی عملی طرز فکر اختیار کرنا تھا۔ آخر میں چین کی مثال ہے جو ریاستی سرمایہ داری کے ماڈل کو استعمال کرتے ہوئے تیزی سے مینوفیکچرنگ کا عالمی پاور ہاؤس بن کر ابھرا ہے جو نجی کاروباری اداروں کو سرمایہ کاریوں میں رہنمائی کے حوالے سے ایک مؤثر سرکاری شعبے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔[28]

پنجاب انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی بورڈ کے تحت معیشت کے خدمات کے شعبے کو ڈجیٹل بنانے سے متعلق پنجاب حکومت کے اقدامات اس کی ایک مثال ہیں جس میں حکومت نے نجی شعبے کے ممکنہ سرمایہ کاروں کو نہ صرف سازگار نظام فراہم کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ اس نے خود بھی تشکیل سرمایہ کی کئی سرگرمیاں انجام دی ہیں۔ دراصل کاروباری برادری کی جانب سے زمینوں کے ریکارڈ کو ڈجیٹل بنانے، حکومتی خریداریوں اور ٹیکس فائلنگ کے طریقوں کی خودکاری اور تعلیم وصحت کی فراہمی کے لیے الیکٹرانک انٹرفیس کی شروعات جیسے اقدامات کو مثبت قرار دیا گیا ہے اور عالمی بینک کے کاروبار کرنے کے اظہاریوں میں ملک کی درجہ بندی کو بہتر بنانے میں اس کا کردار خاصا اہم رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ معیشت کے دیگر شعبوں میں حکومت کی جانب سے مزید ایسے اقدامات کیے جائیں تاکہ ایک سازگار اور ترقی پسند معاشی ماحول فروغ پاسکے۔

اعلان شدہ اصلاحات کے تسلسل اور مذکورہ بالا مطلوبہ اقدامات سے حکومت کو معیشت کی ترقی میں حائل ضوابطی رکاوٹوں میں کمی اور گہری ساختی رکاوٹوں کو دور کرنے میں مدد ملے گی جس سے ملک میں کاروبار کرنے اور تشکیلِ سرمایہ کے ماحول میں خاصی بہتری لانے میں مدد ملے گی۔

[28] حوالہ: مزاکوٹو، ایم (2015ء)۔ آجرانہ ریاست: سرکاری بمقابلہ نجی شعبے کے اساطیر کی وضاحت۔ ٹنتھم پریس۔